شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی ماخذ اور مقاصد الشریعۃ کی روشنی میں تحسینِ انسانی بذریعہ جینیاتی تغیرات کی مشروعیت *The Permissibility of Human Enhancement through Genetic Modifications: An Analysis in Light of the Primary Sources of Islamic Law and Maqāṣid al-Sharīʿah. Pakistan Journal of Islamic Research, 27(1), 15-58.*

شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی ماخذ اور مقاصد الشریعۃ کی روشنی میں تحسینِ انسانی بذریعہ جینیاتی تغیرات کی مشروعیت

The Permissibility of Human Enhancement through Genetic Modifications: An Analysis in Light of the Primary Sources of Islamic Law and Maqāṣid al-Sharīʿah

محمد مسلم*

سعید الرحمن**

Abstract

The discovery of DNA's double-helix structure in 1953, the foundational experiments in genetic engineering during the 1970s, the completion of the Human Genome Project in 2003, and the subsequent emergence of CRISPR-Cas9 technology have collectively precipitated a paradigm shift in biomedical science. These advancements have rendered genetic modification not merely possible but increasingly accessible, thereby transforming what was once an exclusively scientific question into a matter of profound ethical, philosophical, and religious deliberation. As genetic interventions extend beyond therapeutic applications toward the enhancement of human intelligence, physical capacities, and heritable traits, Islamic jurisprudence is confronted with questions of considerable urgency: Are such modifications permissible? Under what conditions? And where do they transgress into the prohibited? This study examines these questions through a systematic engagement with the primary sources of Islamic law, the Qurʿān, Sunnah, Ijmāʿ, and Qiyās, alongside the framework of Maqāṣid al-Sharīʿah, with particular attention to the five essential objectives. The research addresses a significant lacuna in contemporary fiqh literature, wherein existing scholarship remains largely fragmented, partial, or confined to therapeutic dimensions, leaving the broader question of human enhancement without adequate jurisprudential treatment. The study concludes that Islamic law draws a fundamental distinction between therapeutic and enhancement-oriented genetic interventions. Therapeutic gene therapy, aimed at restoring the normative condition of human nature and preventing heritable disease, finds jurisprudential support under the principles of dafʿ al-ḍarar (removal of harm) and jalb al-manfaʿah (procurement of benefit), provided that the integrity of human progeny is safeguarded. Enhancement modifications, however, which seek to transcend, rather than restore, the divinely established human standard (fiṭrah), are deemed impermissible. Such interventions constitute taghyīr khalq Allāh (alteration of God's creation) in its prohibited sense, and their long-term implications for genetic diversity and humanity's natural resilience cannot be reliably assessed by human reason alone. Accordingly, the jurisprudential weight of evidence does not permit their authorisation in the absence of explicit scriptural sanction.

Keywords: Genetic Engineering, Human Enhancement, CRISPR-Cas9, Maqāṣid al-Sharīʿah, Islamic Bioethics, Taghyīr Khalq Allāh, Fiṭrah, Gene Therapy, Islamic Jurisprudence.

*پوسٹ ڈاکٹرل فیلو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

**چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سدرن پنجاب، ملتان۔

بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے آغاز میں Genetic Engineering نے وہ ترقی حاصل کی جسے علمی دنیا میں ایک انقلاب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ 1953ء میں ڈی این اے کی ساخت کی دریافت، 1970ء کی دہائی میں جینیاتی انجینئرنگ کے ابتدائی تجربات، اور پھر 2003ء میں انسانی جینوم منصوبے کی تکمیل نے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ آج CRISPR-Cas9 جیسی جدید ترین تکنیک نے جینیاتی تغیرات کو نہ صرف ممکن بلکہ نسبتاً آسان بنادیا ہے۔ اس پیش رفت کے نتیجے میں انسانی جینیاتی خصوصیات میں تبدیلی کا سوال محض سائنسی نہیں رہا بلکہ اخلاقی، فلسفیانہ اور مذہبی جہات بھی اختیار کر گیا ہے۔ یہ تغیرات علاج معالجہ سے آگے بڑھ کر انسانی صلاحیتوں، ذہانت، جسمانی طاقت اور یہاں تک کہ نسل کو بہتر بنانے کے دعوے کے ساتھ سامنے آرہے ہیں۔ ایسے میں اسلامی شریعت کا موقف کیا ہے؟ کیا یہ تبدیلیاں جائز ہیں؟ کن حدود میں جائز ہیں؟ اور کہاں یہ حرام کی سرحد میں داخل ہوجاتی ہیں؟ یہی سوالات اس تحقیق کی اساس ہیں۔

یہ تحقیق متعدد وجوہات کے باعث انتہائی اہمیت کی حامل ہے، اولاً: عالمِ اسلام آج جینیاتی ٹیکنالوجی کے عملی چیلنجوں سے دوچار ہے۔ مسلمان ممالک میں طبی اداروں، شرعی عدالتوں اور علماء کرام کو ایسے مسائل کا سامنا ہے جن کا براہِ راست تعلق جینیاتی تشخیص، جنین کی جینیاتی اصلاح اور جینیاتی بیماریوں کے علاج سے ہے۔ ان مسائل کے لیے مدلل شرعی رہنمائی ناگزیر ہے۔ ثانیاً: مقاصد الشریعۃ کا فریم ورک جدید مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک جدید، متوازن اور مستند اسلامی منہج فراہم کرتا ہے۔ ضروریاتِ خمسہ یعنی حفظِ نفس، حفظِ عقل، حفظِ نسل، حفظِ مال اور حفظِ دین کی روشنی میں جینیاتی تغیرات کا جائزہ لینا علمِ فقہ کی تجدید و توسیع میں معاون ثابت ہو گا۔ نیز اس سے ترقی و روایت میں توازن قائم رکھنے میں بھی مدد ملے گی۔ ثالثاً: موجودہ فقہی لٹریچر میں جینیاتی تغیرات پر مستقل اور جامع تحقیق کا فقدان ہے۔ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اکثر جزوی، منتشر یا صرف علاجی پہلو تک محدود ہے۔ تحسینِ انسانی کے وسیع تر تناظر میں یہ مسئلہ اب تک خاطر خواہ علمی توجہ سے محروم رہا ہے۔

یہ تحقیق درج ذیل بنیادی سوالات کے جوابات تلاش کرتی ہے:

1. شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی ماخذ سے ذریعے جینیاتی تغیرات کے بارے میں کیا رہنمائی ملتی ہے؟
2. مقاصد الشریعۃ کے اصول و ضوابط کی روشنی میں تحسینِ انسانی کی کون سی اقسام جائز اور کون سی ناجائز قرار پاتی ہیں؟

3. علاجی جینیاتی تغیرات اور تحسینی جینیاتی تغیرات کے درمیان شرعی اعتبار سے کیا فرق ہے؟

یہ تحقیق تحلیلی، تقابلی اور استنباطی منہج پر مبنی ہے اس لیے ان سوالات کے جوابات کی تلاش کے لیے شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی ماخذ سے جینیاتی تغیرات سے متعلق نصوص، اصول اور فقہی قواعد کا استخراج و تحلیل کیا گیا، اس کے بعد مقاصد الشریعۃ کے فریم ورک میں تحسینِ انسانی کی شرعی تحدید کو مد نظر رکھا گیا۔

موضوعِ تحقیق کے لٹریچر ریویو میں پانچ بنیادی محاور پر موجود لٹریچر کا جائزہ لیا جائے گا: (۱) مقاصد الشریعۃ پر کلاسیکی و معاصر لٹریچر، (۲) جدید طبی مسائل میں فقہی استنباط، (۳) جینیاتی تغیرات پر اسلامی فقہی موقف، (۴) بین الاقوامی اسلامی اداروں کے فیصلے اور قرار دادیں، اور (۵) غیر اسلامی مذہبی و اخلاقی فریم ورکس کا تقابلی مطالعہ۔

پہلا محور: مقاصد الشریعۃ کا علم اسلامی فقہ کی سب سے گہری اور جامع شاخوں میں سے ہے، قدیم فقہاء کے ہاں ضمناً یہ بحث ملتی ہے لیکن بعد ازاں یہ بحث مستقل اہمیت حاصل کر گئی حتیٰ کہ قدیم اصولِ فقہ اور مقاصد الشریعہ میں توازن قائم رکھنے پر بھی کام کی ضرورت محسوس ہونا شروع ہو گئی۔ اس میدان میں سب سے زیادہ مؤثر اور حوالہ جاتی کام امام ابو اسحاق الشاطبی (م 790ھ) کا ہے جنہوں نے اپنی شہرہ آفاق کتاب 'الموافقات فی اصول الشریعۃ' میں مقاصد کو ضروریات، حاجیات اور تحسینیات کے تین درجات میں تقسیم کیا اور ضروریاتِ خمسہ یعنی حفظِ دین، حفظِ نفس، حفظِ عقل، حفظِ نسل اور حفظِ مال کا منظم فریم ورک پیش کیا۔ الشاطبی کا یہ نظام نہ صرف فقہی استنباط کی بنیاد بنا بلکہ جدید مسائل میں اجتہاد کا مرکزی محور بھی قرار پایا۔[1]

اس سے قبل امام الجوینی (م 478ھ) نے 'البرہان فی اصول الفقہ' میں ضروریات کا تصور متعارف کرایا تھا[2]، اور امام الغزالی (م 505ھ) نے 'المستصفیٰ من علم الاصول' میں ضروریاتِ خمسہ کی مبسوط بحث کی[3]۔ امام العز بن عبد

[1] إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشاطبي، الموافقات، طبع الاولٰي أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان (دار ابن عفان، ١٩٩٧)،١٧-٢٣

[2] عبد الملك بن عبد الله الجويني إمام الحرمين، البرهان في أصول الفقه، الأولى، محقق: صلاح بن محمد إبن عويضة (دار الكتب العلمية، ١٩٩٧)،٢: ٧٩

[3] أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، المستصفى، طبع الاولٰي محمد عبد السلام عبد الشافي (دار الكتب العلمية، ١٩٩٣)، ١٧٤-١٧٥

السلام (م660ھ) نے 'قواعد الاحکام فی مصالح الانام' میں مصالح و مفاسد کے تقابل اور موازنے کا اصول قائم کیا جو جدید طبی فقہ میں بے حد کارآمد ثابت ہوا ہے۔[4]

بیسویں صدی میں مقاصد الشریعۃ پر تحقیق نے نئی جہتیں اختیار کیں۔ محمد الطاہر بن عاشور (م ۱۹۷۳ء) نے اپنی کتاب 'مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ' میں مقاصد کے تصور کو توسیع دی اور فطرت، مساوات، آزادی اور اجتماعی نظم کو بھی مقاصد کے دائرے میں شامل کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ مقاصد صرف انفرادی بچاؤ تک محدود نہیں بلکہ انسانی تہذیب و ترقی کو بھی محیط ہیں۔[5]

علامہ یوسف القرضاوی نے 'مدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ' اور 'الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیۃ' میں مقاصدی اجتہاد کو جدید مسائل پر لاگو کرنے کے اصول وضع کیے۔ انہوں نے زور دیا کہ جدید سائنسی ترقی کو نہ مطلق قبول کرنا چاہیے نہ مطلق رد بلکہ مقاصدی معیار پر جانچ کر اس کا حکم متعین کیا جانا چاہیے۔[6]

احمد الریسونی نے 'نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبی' میں مقاصدی فکر کی تاریخ اور ارتقاء کا تفصیلی احاطہ کیا[7]۔ نور الدین الخادمی نے 'الاجتہاد المقاصدی' میں مقاصد کی بنیاد پر اجتہاد کے عملی نمونے پیش کیے[8]۔ محمد سلیم العوا اور جاسر عودہ نے مقاصدِ شریعت کے روایتی ڈھانچے کو عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے انسانی حقوق اور جدید

---

[4] أبو محمد عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام بن أبي القاسم عز الدين، قواعد الأحكام في مصالح الأنام، طبع الثاني ، محقق: طه عبد الرؤوف سعد (مكتبة الكليات الأزهرية، ١٩٩١)،١: ٤٤

[5] محمد الطاهر بن محمد ابن عاشور، مقاصد الشريعة الإسلامية، طبع الاولٰي (وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، ٢٠٠٤)،١: ٧٠١-٧٠٧

[6] يوسف القرضاوى، الاجتهاد في الشريعة الاسلامية مع نظرات تحليلية في الاجتهاد لمعاصر، طبع الاولٰي (دار القلم، ١٩٨٥)،١٤٥-١٦٨

[7] أحمد الريسوني، نظرية المقاصد عند الإمام الشاطبي، طبع الثاني (الدار العالمية للكتاب الإسلامي، ١٨٨٢)-

[8] نور الدین مختار الخادمی، علمِ مقاصد شریعت، طبع الاولي، ترجمه: ضیاء الدین قاسمی ندوی (اسلامك فقه اکیڈمی، ٢٠٠٩)،١٦٤

گورننس[9] کے تناظر میں نئے سرے سے پیش کیا۔[10] ان دونوں علما کا یہ کام طبی اخلاقیات کے میدان میں بھی راہنمائی فراہم کرتا ہے، خاص طور پر اعضاء کی پیوند کاری، مصنوعی تولید، اور اختتامِ حیات کے فیصلوں جیسے پیچیدہ مسائل میں۔ دوسرا محور: جدید طبی مسائل میں فقہی استنباط سے متعلق ہے۔ اس میں سب سے جامع اور مرجع کام ڈاکٹر محمد علی البار اور ڈاکٹر حسان شمسی پاشا کا مشترکہ کام 'Islamic Medical Ethics' ہے جو طب کے تقریباً تمام جدید مسائل کا شرعی جائزہ پیش کرتا ہے[11]۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد علی البار کی مستقل کتاب 'خلق الانسان بین الطب والقرآن' میں حیاتِ انسانی کے آغاز، نشو و نما اور جینیاتی پہلوؤں پر قرآنی آیات کی روشنی میں بحث کی گئی ہے[12]۔ البار اور شمسی پاشا نے طبی اخلاقیات پر کافی کام کیا ہے اور ان کی کتب فقہ الطب میں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ اگرچہ ان سے بعض فقہاء نے اختلاف بھی کیا ہے۔[13]

اردو زبان میں مفتی محمد شفیع کی 'جواہر الفقہ' کے متعلقہ ابواب اس موضوع کا قیمتی تعارف فراہم کرتے ہیں، لیکن جینیاتی تغیرات سے کسی قسم کی تبدیلی اس وقت تک فقہاء کے درمیان زیر بحث نہ آئی تھی[14]۔ پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات اور مجلس التحقیق الاسلامی کی مطبوعات بھی اس حوالے سے اہم مآخذ ہیں۔ لیکن خاص تحسینِ نسل کے حوالے سے اطلاقی پہلو نہ ہونے کے برابر ہے۔

جینیاتی تغیرات کے شرعی حکم کے لیے سب سے اہم فقہی اصول 'تغییر خلق اللہ' سے متعلق نصوص ہیں۔ ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی نے 'الفقہ الاسلامی وادلتہ' میں سورۃ النساء کی آیت 119 کی تفسیر کرتے ہوئے واضح کیا کہ علماء کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ کون سی تبدیلی حرام ہے اور کون سی جائز۔ بیشتر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ تغییرِ

---

[9] محمد سليم العوا، في النظام السياسي للدولة الإسلامية، طبع الثاني (دار الشروق، ٢٠٠٦)۔

[10] Ğāsir ʿAuda ،*Maqasid Al-Shariah as Philosophy of Islamic Law: A Systems Approach* ، edt. Ğāsir ʿAuda (The International Inst. of Islamic Thought ،2008).

[11] Hassan Chamsi-Pasha and Mohammed A. Albar, "Islamic Medical Ethics a Thousand Years Ago," *Saudi Med J* 34 ،no. 7 (2013): 673–75.

[12] محمد علي البار، خلق الانسان بين الطب والقرآن، 4thمحقق: (الدار السعودية للنشر والتوزيع، ١٩٨٣)۔

[13] محمد علي البار and حسان شمسي باشا، موسوعة أخلاقيات مهنة الطب، طبع الاولى (كرسي محمد حسين العمودي لاخلاقيات الممارسة الطبية جامعة الملك عبد العزيز، ٢٠١٢)۔

[14] مفتی محمد شفیع، جواہر الفقہ (مکتبہ دار العلوم، ٢٠١٠)، ٧: ١٧-١٥٥

خلق کا حرام ہونا ان تبدیلیوں سے متعلق ہے جن کا مقصد محض زینت یا فطرت سے انحراف ہو، جبکہ علاج یا دفعِ ضرر کی غرض سے کی جانے والی تبدیلی جائز ہے۔[15]

شیخ یوسف القرضاوی نے 'الحلال والحرام فی الاسلام' میں اس بحث کو مزید وسعت دی۔ انہوں نے طبی ضرورت کے تحت جسمانی تبدیلی کے جواز پر مفصل بحث کرتے ہوئے قاعدہ 'الضرورات تبیح المحظورات' اور قاعدہ 'لا ضرر ولا ضرار' کو بنیاد بنایا[16]۔ شیخ ابن باز[17] اور شیخ ابن عثیمین کے فتاوی[18] میں بھی طبی تبدیلیوں کی بعض اقسام پر رائے موجود ہے جو جینیاتی مسائل پر قیاس کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے لیکن یہ رائے تحسینِ انسانی کے بارے میں موجود نہیں البتہ کچھ اطلاقی اصول مل جاتے ہیں۔

تیسرا محور: جینیاتی تغیرات پر اسلامی فقہی لٹریچر سے متعلق ہے جس میں جینیاتی مسائل پر اسلامی نقطہ نظر سے سب سے قدیم اور مستند کام 'الہندسۃ الوراثیۃ والجینوم البشری فی ضوء الاسلام' ہے جسے اسلامی فقہ اکیڈمی رابطہ عالم اسلامی نے شائع کیا۔ اس میں جینیاتی تشخیص، جینیاتی بیماریوں کے علاج اور جینوم تحقیق کو اسلامی اخلاقیات کی روشنی میں جانچا گیا ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی نے 1997ء میں قرارداد نمبر 108 میں جینیاتی تشخیص کے بارے میں جامع ہدایات جاری کیں[19]۔[20]

---

[15] وهبة بن مصطفى الزحيلي، الفقه الإسلامي وأدلته، طبع الرابعة: (دار الفكر – دمشق سورية، ١٤٣٣)، ٤: ٢٦٣٤-٢٦٤٨

[16] محمد يوسف القرضاوي، الحلال والحرام في الاسلام،طبع ١٣، محقق: محمد ناصر الدين الألباني (المكتب الاسلامي، ١٩٨٠)،٣٥-٣٨

[17] عبد الله ابن باز، "الموقع الرسمي لسماحة الشيج الامام ابن باز، accessed March 16 "، 2026، https://binbaz.org.sa.

[18] الموقع الرسمي لفضيلة الشيخ /. محمد بن صالح بن عثيمين رحمه الله تعالى، "معاملات معاصرة – موقع الشيخ محمد بن صالح بن عثيمين رحمه الله تعالي، accessed March 16 "، 2026، https://tinywebs.info/PH2kZY.

[19] توصيات المؤتمر الحادي عشر للمنظمة الإسلامية للعلوم الطبية حول الوراثة والهندسة الوراثية والجينيوم البشري والعلاج الجيني، "رؤية إسلامية لبعض المشكلات الطبية المعاصرة، " مجلة مجمع الفقه الإسلامي٣، no. 11 (n.d.): 533.

[20] منظمة التعاون الاسلامي، قرارات و توصيات مجمع الفقه الاسلامي الدولي المنبثة عن منظمة التعاون الاسلامي، طبع٥: (مجمع الفقه الاسلامي الدولي،٢٠٢٥)-

ڈاکٹر محمد نعیم یاسین کی کتاب أبحاث فقهية في قضايا طبية معاصرة میں جینیاتی تشخیص قبل از پیدائش کو پانچ شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا گیا: یہ کہ تشخیص مستند ہو، متوقع بیماری سنگین ہو، علاج ممکن نہ ہو، والدین کی رضامندی ہو، اور نتائج کا غلط استعمال نہ ہو۔ [21]

جینیاتی تغیرات کی دو بڑی اقسام کا فقہی فرق اہم ترین موضوعات میں سے ایک ہے۔ سومیٹک جینیاتی تغیرات صرف مخصوص خلیوں کو متاثر کرتے ہیں اور اگلی نسل میں منتقل نہیں ہوتے۔ جرم لائن تغیرات نطفے یا جنین کی سطح پر ہوتے ہیں اور نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر احمد رجائی الجندی نے 'التدخل الجيني' میں واضح کیا کہ جرم لائن تغیرات 'حفظِ نسل' کے مقصدِ شریعت کو خطرے میں ڈالتے ہیں کیونکہ یہ نسلِ انسانی کی فطری ساخت میں ناقابلِ واپسی تبدیلی لاتے ہیں۔ [22]

اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کی ۲۰۰۸ء کی قرارداد میں سومیٹک سیل علاج کو شرائط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہوئے جرم لائن تغیرات کو ممنوع کہا گیا، سوائے اس صورت کے جب کسی موروثی مرض کو ختم کرنے کا یقینی علاج صرف اسی طریقے سے ممکن ہو [23]۔ یہ موقف الجندی اور العوضی کی تحقیق سے بھی ہم آہنگ ہے۔ [24]

تحسینِ انسانی سے مراد وہ جینیاتی تغیرات ہیں جو کسی بیماری کے علاج کے لیے نہیں بلکہ صحت مند انسان کی صلاحیتوں، ذہانت، جسمانی خصوصیات یا طول العمری کے لیے کیے جائیں۔ یہ بحث اسلامی فقہ میں نسبتاً جدید ہے۔ ڈاکٹر احمد الغامدی اور ڈاکٹر محمد ہیثم الخیاط نے اپنے مشترکہ مقالے میں واضح کیا کہ تحسینی جینیاتی تغیرات میں 'کبر' اور 'فخر' کا شبہ ہے کیونکہ یہ اللہ کی تخلیق کو ناقص سمجھنے کی بناء پر کی جاتی ہے۔ [25]

---

[21] محمد نعيم ياسين، أبحاث فقهية في قضايا طبية معاصرة، طبع الاولٰی (دار النفائس للنشر والتوزيع،١٩٩٦)، ١٩٨-٢٢٥

[22] أحمد رجائي الجندي، الوراثة والهندسة الوراثية والجينيوم البشري، طبع الاولٰی (المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، ٢٠٠٠)، ٢٣١-٢٤٢

[23] میسور پندرھواں فقہی سیمینار، "ڈی این اے ٹسٹ اور جینیٹک سائنس سے متعلق شرعی مسائل،" محقق: محمد ظفیر الدین مفتاجی وغیرھم (اسلامی فقہ اکیڈمی، انڈیا،۲۰۰۶)،۴۶۷

[24] الجندي، الوراثة والهندسة الوراثية والجينيوم البشري.

[25] أحمد الغامدي و محمد هيثم الخياط، "التحسين الجيني بين الشريعة والطب،" مجلة المجمع الفقهي الإسلامي١٨ (٢٠٠٥): ٨٩-٢٥٣

شیخ عبد اللہ بن بیہ نے 'حوارات من اجل المستقبل' میں اس مسئلے کو تفصیل سے زیرِ بحث لاتے ہوئے کہا کہ علاجی تغیر اور تحسینی تغیر کے درمیان خطِ فاصل متعین کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ اگر کوئی بیماری ذہنی معذوری کا سبب بنتی ہے تو کیا اسے دور کرنا علاج ہے یا تحسین؟ یہ سوال اسلامی فقہ میں ابھی تک مکمل طور پر حل طلب ہے۔ [26]

جنین کی جینیاتی اصلاح کا مسئلہ اسلامی فقہ میں انتہائی حساس ہے کیونکہ اس کا تعلق آغازِ حیات کی فقہی حیثیت سے ہے۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ نطفہ تخلیق کے لمحے سے ہی قابلِ احترام ہے۔ چالیس دن کے بعد روح پھونکے جانے سے قبل بھی اس میں مداخلت صرف سنگین ضرورت کے تحت جائز ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر سلمیٰ لوندس کی تحقیق 'الجنین الانسانی فی الفقہ الاسلامی' اس موضوع کا ایک عمدہ تجزیہ ہے۔ [27]

اسلامی فقہ اکیڈمی رابطہ عالمِ اسلامی کی سترہویں دورے کی قرارداد (۲۰۰۳) میں پری امپلانٹیشن جینیاتی تشخیص (PGD) کو موروثی امراض سے بچاؤ کی غرض سے جائز قرار دیا گیا، لیکن جنسی انتخاب یا مطلوبہ خصوصیات کے انتخاب کو حرام کہا گیا۔ [28]

چوتھا محور: بین الاقوامی اسلامی اداروں کے فیصلوں سے متعلق ہے جس میں اسلامی تعاون تنظیم (OIC) کا مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدید مسائل میں سب سے مؤثر بین الاقوامی فقہی ادارہ ہے۔ اس ادارے نے جینیاتی تغیرات سے متعلق متعدد قراردادیں جاری کی ہیں۔ ۱۹۸۷ء کی قرارداد نمبر ۵۷ میں جینیاتی انجینئرنگ کی بنیادی اقسام کا تعارف کراتے ہوئے علاجی استعمال کو اصولاً جائز کہا گیا۔ ۱۹۹۷ء کی قرارداد نمبر ۱۰۸ میں انسانی کلوننگ کو حرام قرار دیا گیا جو جینیاتی تغیرات کی انتہائی صورت ہے۔ ۲۰۰۷ء کی قرارداد نمبر ۱۶۵ میں Stem Cell Research پر تفصیلی موقف اختیار کیا گیا۔ [29]

---

[26] عبد الله ابن بيّه، حوارات من أجل المستقبل (دار ابن حزم،۲۰۰۴)، ۱۸۹-۲۱۱

[27] سلمى لوندس، ''الجنين الإنساني في الفقه الإسلامي'' (رسالة دكتوراة، جامعة الزيتونة، ۲۰۱۱)-

[28] رابطہ عالم اسلامی اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ، اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے، طبع الاولی ترجمہ: فہیم ندوی (جامعہ نگر: ایفا پبلیکیشنز، ۲۰۰۶)، ۴۵۱

[29] انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ، انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے، طبع الثانی، ترجمہ: محمد فہیم اختر ندوی (جامعہ نگر: ایفا پبلیکیشنز، ۲۰۱۲)، ۲۸۸، ۳۲۵۴

مکہ مکرمہ میں قائم رابطہ عالمِ اسلامی کے مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی جینیاتی مسائل پر متعدد موقف اختیار کیے ہیں۔ اس ادارے کی قراردادوں نے عالم اسلام کے دیگر اداروں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ پندرہویں دورے (1998ء) میں Genetic Stem Cells کے استعمال پر بحث کی گئی اور سترہویں دورے (2003ء) میں جینیاتی تشخیص کے بارے میں تفصیلی قرارداد پاس ہوئی۔[30]

مصر میں دار الافتاء المصریۃ نے متعدد فتاوی جاری کیے ہیں جن میں مختلف جینیاتی مسائل پر رائے دی گئی[31]۔ سعودی عرب میں ہیئۃ کبار العلماء کے فتاوی خصوصاً اہم ہیں۔ ملیشیا میں Fatwa Committee of National Council for Islamic Religious Affairs نے ۲۰۰۵ء میں جینیاتی تشخیص پر تفصیلی موقف اختیار کیا[32]۔ ایران میں آیت اللہ خامنہ ای نے مختلف جینیاتی مسائل پر فتاوی جاری کیے ہیں جو شیعہ فقہی نقطہ نظر کو ظاہر کرتے ہیں۔[33]

پانچواں اور سب سے بنیادی محور: قرآن و سنت سے متعلقہ نصوص پر تفسیری لٹریچر پر مشتمل ہے، جس کے اطلاق سے تمام مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔ جینیاتی تغیرات کے حوالے سے سب سے اہم قرآنی نص سورۃ النساء (۴:۱۱۹) ہے جس میں شیطان کا قول بیان ہوا ﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِ﴾۔[34] تفسیر الطبری، تفسیر ابن کثیر اور تفسیر الرازی میں اس آیت کی متعدد تفسیریں ملتی ہیں۔ علامہ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا کہ تغییرِ خلق سے مراد دین اللہ کو بدلنا، مخلوقات کا ناجائز استعمال اور فطری ساخت سے انحراف ہے۔[35]

---

[30] اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ، اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے، طبع الاولیٰ ترجمہ: ندوی (جامعہ نگر، ایفا پبلیکیشنز، ۲۰۰۶)، ۳۴۳،۴۵۱

[31] "دار الافتاء المصرية،" موقع دار الإفتاء المصرية، accessed March 20، 2026، https://www.dar alifta.org/ar/Search/Index?searchQuery=الجيني.

[32] "JAKIM," accessed March 20, 2026, https://www.islam.gov.my/.

[33] Nader Ghotbi, "The Ethics of Reproductive Medicine in the Islamic Republic of Iran," *Eubios Journal of Asian and International Bioethics* 23 (2013).

[34] النساء:۱۱۹

[35] ابو الفداء إسماعيل بن عمر ابن كثير، *تفسير القرآن العظيم*، طبع الثاني، محقق: سامي بن محمد سلامة (دار طيبة للنشر والتوزيع، ۱۹۹۹)، ۳: ۲۲۰

علامہ الرازی نے تفسیر 'مفاتیح الغیب' میں اس آیت کی چھ تفسیریں نقل کرتے ہوئے راجح یہ قرار دی کہ تغییرِ خلق حرام ہے جب وہ ایذاء رساں ہو یا فطرت سے انحراف کرے، جبکہ اصلاح کے لیے کی جانے والی تبدیلی کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔[36]

مشہور حدیث مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً.[37] علاجی جینیاتی تغیرات کی اجازت کی بنیاد فراہم کرتی ہے کیونکہ یہ حدیث علاج کو نہ صرف جائز بلکہ مطلوب قرار دیتی ہے۔ اسی طرح حدیث تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰہِ[38] میں علاج کی تاکید اسی ضمن میں آتی ہے۔ امام النووی نے شرح مسلم میں اور امام ابن حجر نے فتح الباری میں ان احادیث کی تشریح کرتے ہوئے علاج کے دائرے کو وسیع رکھا ہے۔[39]

اس کے ساتھ حدیث لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ[40] جو فقہی قاعدے 'الضرر یزال' کی بنیاد ہے، جینیاتی بیماریوں کی روک تھام کے لیے شرعی جواز کا اہم ترین ماخذ ہے۔ ڈاکٹر مصطفی احمد زرقا نے 'المصالح المرسلۃ و تحدید الاجل' میں اس قاعدے کے طبی اطلاقات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔[41]

چھٹا محور: تقابلی مذہبی و اخلاقی لٹریچر ہے جس میں یہودی، مسیحی اور سیکولر اخلاقیات سے متعلق مباحث کا اسلامی اصولوں سے تقابل پیش کیا جاتا ہے۔ مقارن مذاہب کے مطالعے سے موضوع کی وسعت اور اسلامی موقف

---

[36] أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي، مفاتيح الغيب / التفسير الكبير،طبع الثالثة (دار إحياء التراث العربي،١۴٢٠)، ١١: ١١١-١١۵

[37] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة ، أبو عبد الله البخاري، صحيح البخاري، طبع الاولٰي (السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ١۴٢٢)، ٧: ١٢٢، رقم الحديث:۵۶٧٨

[38] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، ابن ماجة، سنن ابن ماجه، الأولى، محقق: شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد – محمَّد كامل قره بللي – عَبد اللّطيف حرز الله (دار الرسالة العالمية،١۴٣٠)، رقم الحديث:٣۴٣۶

[39] ابن حجر العسقلاني أبو الفضل أحمد بن علي، فتح الباري شرح صحيح البخاري، طبع الاولٰي محمد فؤاد عبد الباقي (بيروت:دار المعرفة، ١٣٧٩)، ١٠: ١٣۵

[40] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، ابن ماجة، سنن ابن ماجه.٣: ۴٣٢، رقم الحديث:٢٣۴١

[41] مصطفى أحمد الزرقا، المدخل الفقهى العام،3rdمحقق: (دار القلم، ٢٠٠۴)،٢: ١٠۴٠-١٠۶٢

کی انفرادیت واضح ہوتی ہے۔ ویٹیکن نے ۲۰۰۸ء میں 'Dignitas Personae' نامی دستاویز جاری کی جس میں جرم لائن جینیاتی تغیرات کو سختی سے منع کیا گیا اور علاجی سومیٹک تغیرات کو مشروط جواز دیا گیا۔ پروٹسٹنٹ الٰہیات میں مختلف آراء ہیں کچھ عیسائی ماہرین الٰہیات 'co-creators with God' کا تصور پیش کرتے ہوئے تحسینی تغیرات کو بھی جائز سمجھتے ہیں[42] لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے، مجموعی طور پر فطرت کے تحفظ کے نام پر عیسائی دنیا کے ماہرینِ الٰہیات اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

یہودی روایت میں 'Tikkun Olam' یعنی دنیا کی اصلاح کا تصور جینیاتی تغیرات کے جواز کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ربی موشے فنسٹین[43] اور ربی ایلیعزر والڈنبرگ[44] نے جدید طبی مسائل پر وسیع فقہی لٹریچر چھوڑا ہے۔ لیکن عمومی طور پر یہودی علماء بھی تحسینِ نسل انسانی بذریعہ جینیاتی تغیرات کے بارے میں بہت احتیاط برت رہے ہیں اور عموماً اس کے عدم جواز کی طرف ہی جا رہے ہیں۔

عالمی سطح پر بائیو اخلاقیات کے میدان میں انسانی جینوم اور ہیومن رائٹس کا اعلامیہ (UNESCO, 1997) اور انسانی جینیاتی ڈیٹا کا بین الاقوامی اعلامیہ (UNESCO, 2003) اہم ترین دستاویزات ہیں۔ ہنس جوناس کی 'The Imperative of Responsibility'[45] اور جرگن ہابرماس کی 'The Future of Human Nature' نے مستقبل کی نسلوں کے حقوق کے تناظر میں جینیاتی تغیرات کو چیلنج کیا ہے جو اسلامی موقف 'حفظِ نسل' سے قریب تر ہے[46]۔

موجودہ اسلامی لٹریچر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے مقاصد الشریعۃ کے جامع فریم ورک کو جینیاتی مسائل پر لاگو کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ علاجی جینیاتی تغیرات کے جواز پر اجماع سا قائم ہو گیا ہے۔ اسلامی فقہی

---

[42] Congregation for the doctrine of the faith, "Instruction Dignitas Personae on Certain Bioethical Questions، Congregation for the Doctrine of the Faith," accessed March 22، 2026، https://www.vatican.va/roman_curia/congregations/cfaith/documents/rc_con_cfaith_doc_20081208_dignitas-personae_en.html. *27-Para 25*

[43] Elliot N. Dorff، *Matters of Life and Death* (Jewish Publication Society, 1998).

[44] Mordechai Halperin, *Modern Perspectives on Medical Halacha*, 1989.

[45] Hein Berdinesen, "On Hans Jonas" The Imperative of Responsibility, "" *Philosophia* 17 (2017): 16–28.

[46] Jürgen Habermas, "The Future of Human Nature," *Scandinavian Journal of Disability Research* 7, nos. 3–4 (2005).

اداروں کی قراردادیں مختلف ممالک کے علماء اور پالیسی سازوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ تاہم موجودہ لٹریچر میں متعدد اہم خلاء موجود ہیں جن کی نشاندہی ضروری ہے:

اولاً: تحسینِ انسانی کے تصور پر مستقل اور جامع اسلامی تحقیق کا فقدان ہے۔ بیشتر لٹریچر علاجی پہلو تک محدود ہے جبکہ Enhancement یعنی صلاحیتوں میں اضافے کے لیے جینیاتی تغیرات پر اسلامی موقف ابھی تک غیر مدون ہے۔

ثانیاً: CRISPR-Cas9 تکنیک جو ۲۰۱۲ء کے بعد سامنے آئی اور جس نے جینیاتی ترمیم کو عملاً آسان بنا دیا، اس پر اسلامی فقہی لٹریچر نہایت محدود ہے۔ اکثر قراردادیں اس سے پہلے کی ہیں۔ جدید تکنیک کی کامیابی سے فتاویٰ میں تغیر کا امکان نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ثالثاً: علاج اور تحسین کے درمیان حدِ فاصل کا واضح فقہی معیار موجود نہیں۔ مثلاً ذہنی معذوری کی روک تھام علاج ہے یا تحسین؟ اوسط سے زیادہ ذہانت کا حصول تحسین ہے یا تکمیلِ نعمت؟

رابعاً: جرم لائن تغیرات کی اجازت یا عدمِ اجازت کا مسئلہ ابھی تک اجتماعی فیصلے کا انتظار کر رہا ہے۔ موجودہ قراردادوں میں اس پر رائے منقسم یا غیر واضح ہے۔

خامساً: نطفہ بننے سے پہلے یعنی جرم سیل کی سطح پر جینیاتی تغیر کا حکم فقہی لٹریچر میں تقریباً نامعلوم ہے۔

زیرِ نظر تحقیق مذکورہ بالا خلاء میں سے ایک پہلو کو پر کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ مقالہ خصوصاً تحسینِ انسانی کے تصور کو مقاصد الشریعۃ کے ضروریاتِ خمسہ کے ذریعے جانچنے کا منظم طریقہ کار پیش کرتا ہے۔ اس میں ISPRCR-Cas9 کی تازہ ترین تکنیکی حقائق کو شرعی تجزیے میں شامل کیا گیا ہے اور علاج و تحسین کے درمیان فقہی حدِ فاصل متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقاصد الشریعۃ کا فریم ورک ان مسائل کو حل کرنے کے لیے سب سے موزوں اسلامی منہج ہے کیونکہ یہ نہ صرف انفرادی حقوق بلکہ اجتماعی مصالح، نسلِ انسانی کے مستقبل اور کائناتی نظامِ فطرت سے ہم آہنگی کو بھی مدِ نظر رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیرِ نظر تحقیق اسی فریم ورک کو اپنا مرکزی منہج بناتی ہے۔ ان دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے جینیاتی تغیرات کے علاجی پہلو اور تحسینی پہلو میں فرق کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اہل مذہب عموماً انسان اور حیوان کی تعریف میں فرق کرتے ہیں جبکہ چارلس ڈارون[47] کے نظریۂ ارتقاء (Evolution theory) کے زیرِ اثر حیاتیاتی سائنسدان انسان اور حیوان میں فرق نہیں کرتے، اس لیے ایک حیاتیاتی موضوع پر مذہب کے نقطہ نظر کو پیش کرنے سے قبل اسی امر پر تنازع کھڑا ہو جاتا ہے کہ انسان اور حیوان میں فرق کیا ہے اور مابہ الامتیاز امور کونسے ہیں؟ اسی کا نتیجہ نکلتا ہے کہ جب ہم جینیاتی تغیرات کی تعریف کی جاتے ہیں تو یہی تنازع یہاں بھی موجود ہے کہ حیاتیاتی سائنسدان جینیاتی تغیرات کی تعریف بغیر کسی امتیاز کے کرتے ہیں اور حیوانات میں جینیاتی تغیرات میں انسان کو داخل سمجھتے ہیں۔ سب سے قبل حیوانات میں جینیاتی تغیر کی تعریف کا تعین کرتے ہیں تاکہ اسی بنیاد پر ہم اپنی بحث کو آگے بڑھا سکیں۔

(1) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں جینیاتی متغیر جانداروں کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

"ایسا جاندار جس کے جینیاتی مجموعے (Genome) میں لیبارٹری میں اس مقصد کے لیے تبدیلی (Engineering) کی گئی ہو کہ مطلوبہ فعلیاتی خصوصیات (Physiological Traits) کے اظہار کو تقویت دی جاسکے یا مطلوبہ حیاتیاتی مصنوعات (Biological Products) حاصل کی جا سکیں۔[48] "

اس تعریف میں واضح طور پر لیبارٹری میں اس میں تغیر کی شرط عائد کرکے تاریخ کے مختلف ادوار میں جانداروں میں بشمول انسان کے جینیاتی بہتری کی کوششوں سے امتیاز پیدا کر دیا جاتا ہے۔

(2) U.S. Department of Agriculture نے اپنی تعریف میں کہا ہے

"Manipulation of an organism's genes by introducing, eliminating or rearranging specific genes using the methods of modern molecular biology, particularly those techniques referred to as recombinant DNA techniques."

"جدید سالمی حیاتیات (Molecular Biology) کے طریقوں، بالخصوص 'ریکومبیننٹ ڈی این اے ' (recombinant DNA) کہلانے والی تکنیکوں کے ذریعے، کسی جاندار کے مخصوص جینز کو شامل کرکے، خارج کر کے یا ان کی ترتیب نو کرکے ان میں کی جانے والی تبدیلی یا تصرف (Manipulation) ۔[49]"

---

[47] چارلس ڈارون (۱۸۰۹–۱۸۸۲)، جس نے نظریہ ارتقاء پیش کیا جس کے مطابق تمام جانداروں کی اصل ایک ہے اور رفتہ رفتہ ارتقائی عوامل کے زیرِ اثر مختلف انواع میں تقسیم ہوئے۔

[48] L. Fridovich-Keil Judith and M. Diaz Julia, "Genetically Modified Organism," Encyclopedia Britannica، November 16, 2023، https://www.britannica.com/science/genetically-modified-organism.

یہاں بھی ہمیں جدید حیاتیاتی طریقوں کے استعمال کی شرط کی وجہ سے قدیم وجدید تغیرات میں ایک امتیاز مل جاتا ہے۔

(3) Wagemomgen University & Reserch کی تعریف کے مطابق

"جینیاتی تبدیلی (Genetic Modification) ایک ایسی تکنیک ہے جس کے ذریعے کسی پودے، جانور یا خردبینی جاندار (Micro-organism) کی خصوصیات کو بدلا جاتا ہے۔ اس عمل میں ڈی این اے (DNA) کا ایک ٹکڑا ایک جاندار سے دوسرے جاندار میں منتقل کیا جاتا ہے۔[50]"

اس تعریف میں بھی ڈی این اے ٹکڑے کے تبادلہ کی شرط قدیم وجدید تغیرات میں فرق پیدا کرنے کی موجب بن جاتی ہے۔ لیکن جب ہم دیگر تعریفات کو دیکھتے ہیں تو وہاں یہ شرط بعض اوقات ہمیں کمزور ہوتی نظر آتی ہے۔

(4) جیسا کہ Live Science نے اپنی وضاحت میں تعریف کے ساتھ ہی یہ قرار دیا ہے کہ:

"جینیاتی تبدیلی (Genetic Modification) کسی جاندار کی جینیاتی ساخت (Genetic Makeup) کو بدلنے کا عمل ہے۔ یہ کام ہزاروں سالوں سے پودوں اور جانوروں کی 'منضبط (Controlled)' یا 'انتخابی افزائشِ نسل (Selective Breeding)' کے ذریعے بالواسطہ طور پر کیا جاتا رہا ہے۔[51]"

اس طرح ہزارہا سال سے جینیاتی ساخت میں بہتری لانے کی تمام کوششیں جینیاتی تغیرات میں ڈال دی گئی ہیں، اس طرح ایک ہی نوع میں ہونے والے جنسی تولید کے نتیجے میں جینیاتی تغیرات یا Hyberdization وغیرہ کو بھی جینیاتی تغیرات کی تعریف میں شامل کر کے اس میں بہت وسعت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اتنی وسیع البنیاد تعریف مصنوعی طرق ہائے تغیر کے امتیاز کو ختم کر دیتی ہے جس کی بنیاد پر اہل مذہب کے علاوہ، فطرت پسند، ماہرینِ بشریات (anthropologists) ماہرینِ معاشرتی علوم (sociologists) وغیرہ کے اختلاف کا حق سلب کر لیا جاتا ہے۔

---

[49] "Agricultural Biotechnology Glossary," accessed December 21, 2023, https://www.usda.gov/topics/biotechnology/biotechnology-glossary.

[50] Dr (Bert) Lotz LAP, "Genetic Modification," WUR، August 1, 2013, https://www.wur.nl/en/dossiers/file/genetic-modification-1.htm.

[51] Rachel Ross published, "What Is Genetic Modification?" Livescience.Com، February 1, 2019, https://www.livescience.com/64662-genetic-modification.html.

اس لیے فعال تعریف (functional definition) کے طور پر ایک تعریف کا انتخاب کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے اور اس سلسلہ میں سب سے بہتر تعریف انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی تعریف ہے، ویسے بھی اس تعریف میں قدیم وجدید تغیرات میں فرق کرنے والی تعریفات کی جامعیت بھی ہے اس لیے آئندہ تحقیق میں اسی تعریف کی بنیاد پر بحث کو چلایا جائے گا۔

بعض جینیاتی تبدیلیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی وجہ سے ظاہری شکل وصورت میں تبدیلی آجاتی ہے لیکن بعض ایسی تبدیلیاں ہوتی ہیں جو ظاہری شکل میں تبدیلی کا موجب تو نہیں بنتیں لیکن فعل میں بہتری یا تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے، مثلا ایک فرد میں جینیاتی تبدیلی کے نتیجے میں نظر کی صلاحیت میں بہتری پیدا ہو جائے۔ اسی طرح کسی جینی تبدیلی کے نتیجے میں شذوذ جنسی کی خواہش یا منشیات کے استعمال کی خواہش کنٹرول ہو جائے۔ جس سے معاشرے میں مجموعی طور پر بہتری پیدا ہو۔

اسی طرح تحسینِ نسل انسانی کی تعریف بھی کئی انداز میں کی گئی ہے اور ہر تعریف کے پیچھے مخصوص علمی پس منظر اور نقطہ نظر واضح طور پر محسوس ہوتا ہے۔

(1) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی تعریف کے مطابق مطلوبہ قابلِ وراثت خصوصیات کی اگلی نسل میں منتقلی کو، بالخصوص انسانوں میں، تحسینِ نسل میں شامل کیا گیا ہے، اس سے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں بغرض علاج قابلِ وراثت خصوصیات کا انتقال شامل نہیں کیا جاتا۔

"یوجینکس (Eugenics) یا 'تحسینِ نسلِ انسانی' ایک ایسی تکنیک ہے جس میں مستقبل کی نسلوں کو بہتر بنانے کے لیے مطلوبہ موروثی خصوصیات (DesiredHeritable Characteristics) کا انتخاب کیا جاتا ہے، اور یہ عام طور پر انسانوں کے حوالے سے استعمال ہوتی ہے۔[52]"

(2) آکسفرڈ ڈکشنری بھی انسانی آبادی کی خصوصیات میں بذریعہ جینیاتی اصولوں کے بہتری لانے کے طریقہ کار کو اس میں شامل سمجھتی ہے۔ یہاں بھی علاجی تحسین مقابلے سے خارج کر دی گئی، لیکن آبادی کی شرط سے اس کو اجتماعی کاوش سے جوڑ دیا گیا ہے۔

---

[52] Philip K. Wilson, *"eugenics." Encyclopedia Britannica*, August 17, 2023, https://www.britannica.com/science/eugenics-genetics.

"انسانی آبادی کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے جینیاتی اصولوں (Genetic Principles) کے اطلاق اور ان کے طریقوں کا مطالعہ۔[53]"

تاریخی طور پر اگر دیکھا جائے تو نسل انسانی میں منتخب خصوصیات رکھنے والے افراد کی باہم افزائشِ نسل سے مطلوبہ خصوصیات حاصل کرنے کی کوشش کو اس میں شامل سمجھا گیا ہے۔ یہ تعریف ماضی کی ان کاوشوں کو تو ظاہر کرتی ہے لیکن جینیاتی یا سائنسی بنیادوں پر اس کو نہیں لیتی

(3) History of Classics نامی ادارہ کے بقول:

" تحسینِ نسلِ انسانی (Eugenics) انفرادی یا گروہی سطح پر ایسے عمل یا حمایت کا نام ہے جس کا مقصد مخصوص اور پسندیدہ موروثی اوصاف (Hereditary Traits) رکھنے والے لوگوں کے درمیان 'انتخابی ملاپ ' (Selective Mating) کے ذریعے نوعِ انسانی کی اصلاح یا بہتری کرنا ہے۔[54]"

(4) کیمبرج ایڈوانسڈ ڈکشنری میں بھی نسل انسانی کے مخصوص افراد کو بچے پیدا کرنے کی اجازت کو تحسینِ نسل قرار دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم تحسینِ نسل کے تصور پر مبنی تصور ہے جس کو نازی ازم کے غلط استعمال کی وجہ سے رڈ کر دیا گیا تھا۔[55]

"یہ تصور کہ صرف مخصوص (منتخب) افراد کو ہی اولاد پیدا کرنے کی اجازت دے کر انسانوں کی نسل میں بہتری لانا ممکن ہے۔[56]"

---

[53] "Eugenics," Oxford Reference, https://doi.org/10.1093/oi/authority.20110803095800321.

[54] "Eugenics: Definition, Movement & Meaning," HISTORY, October 28, 2019, https://www.history.com/topics/european-history/eugenics.

[55] Edwin Black, "The Horrifying American Roots of Nazi Eugenics," *History News Network*, 2003.

[56] Cambridge Advanced Learner's Dictionary &. Thesaurus, "Genetic Modification," in *Cambridge University Press*, n.d., accessed June 4, 2018, https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/genetic-modification.

(5)اسی طرح ایک تعریف میں کسی بھی نسل کے بچوں میں پیدائشی خصوصیات پیدا کرنا اور بہتری لانے کا عمل تحسینِ نسل قرار دیا گیا ہے اس کو انسانوں کے علاوہ باقی جانداروں کے لیے بھی تسلیم کرنے کے ساتھ یہ عمل صرف تناسلی خلیوں (Germline Cells) کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔

"Eugenics is the science which deals with all influences that improve and develop the inborn qualities of a race."

"تحسینِ نسل انسانی (Eugenics) وہ علم ہے جو ان تمام عوامل واثرات سے بحث کرتا ہے جو کسی نسل کی پیدائشی یا فطری صلاحیتوں کو بہتر بنانے اور انہیں جِلا بخشنے کا باعث بنتے ہیں۔[57]"

قدیم تحسینِ نسل کے تصور سے جدید تصور کو ممتاز کرنے کے لیے اس کو Liberal Eugenics کا نام دیا جاتا ہے جس میں اس عمل کو لازمی قرار دینے کی بجائے اختیار دینے کے ساتھ جوڑا گیا اور کسی خاص رنگ، نسل، قوم سے جوڑنے کی بجائے سائنسی بنیادوں پر اعداد و شمار اور تجزیہ کی بنیاد پر خصوصیات کے انتخاب کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے[58] تاکہ ماضی کی تنقید سے بچا جائے اور زیادہ وسیع خصوصیات میں سے انتخاب کر کے نسلِ انسانی کی تحسین کی جا سکے۔ نسلی تفاخر کا مقابلہ کرنے کے لیے Pluralism کو فروغ دینے کا سلسلہ شروع ہوا جس میں اچھے برے جینز کے بارے میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا کہ کسی خاص رنگ، نسل، خاندان سے ان کا تعلق نہ جوڑا جائے بلکہ اس کی بجائے اچھائی کے لبرل تصور پر مبنی معاشرہ قائم کیا جائے۔

reprogenetic technologies نے ایک انقلابی تبدیلی پیدا کی ہے، اس سے " genetic supermarket کا تصور بھی پیدا ہوا[59]۔ اگر جینیاتی انتخاب کو جینیاتی سپر مارکیٹ میں ڈیمانڈ اور سپلائی کے اصول پر ہی چھوڑ دیا جائے تو دنیا میں بہت سا جینیاتی تنوع جو انسانی نسل کی بقا کا ضامن ہے ناپید ہو جائے گا۔ اس امر کی بھی ابھی سائنس کوئی ضمانت دینے کے قابل نہیں ہے کہ امراض سے محفوظ جینیاتی متغیر بچے کل کلاں نئے امراض سے زیادہ

[57] "Eugenics; Its Definition, Scope and Aims 1," *Nature* 70, no. 1804 (1904): 1, 1804, https://doi.org/10.1038/070082a0.

[58] "Eugenics (Stanford Encyclopedia of Philosophy)," n.d., accessed April 18, 2020, https://plato.stanford.edu/entries/eugenics/.

[59] Chris Gyngell and Thomas Douglas, "Stocking the Genetic Supermarket: Reproductive Genetic Technologies and Collective Action Problems," *Bioethics* 29, no. 4 (2015): 241–50, https://doi.org/10.1111/bioe.12098.

بہتر اپنا تحفظ کر سکیں گے یا قدرتی انتخاب کے نتیجے میں (بظاہر بیمار) بچے مستقبل کی بیماریوں کا زیادہ بہتر مقابلہ کرنے کے قابل ہوں گے۔ کیونکہ ماضی میں بعض جینیاتی امراض بعض بیماریوں سے تحفظ کے نتیجے میں سامنے آئے ہیں، جیسے سکل سیل انیمیا[60] جو افریقی علاقوں میں ملیریا کے مقابلے کے دوران پیدا ہوئی اور اس مرض کے شکار کو ملیریا سے تحفظ مل جاتا ہے [61] اسی طرح ہلکی نوعیت کا دمہ بھی سانس کے بہت سے امراض اور بہت سی بیماریوں سے تحفظ کی علامت کے طور پر شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ امیون سسٹم کے ردِ عمل [62] کی علامت ہے۔

چونکہ اسلامی نقطہ نظر سے کسی بھی مسئلہ میں شریعت کی بنیاد وحیِ الٰہی ہے، جو ہمارے پاس قرآن مجید کی شکل میں موجود ہے۔ نفسِ مسئلہ کے حل کے لیے جب ہم قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں تو یہاں کئی آیات ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہیں۔

سمح يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا سجى [63]

اس آیت مبارکہ میں تخلیق انسانیت کی طرف اشارہ ہے کہ اسے ایک فرد سے بنایا پھر اس کے جوڑے کو بھی بنایا، اور ان میں سے بہت سے مرد و عورت پیدا کیے۔ یہ آیت نسل انسانی میں جنسی بنیادوں پر اضافہ پر دال ہے جو انسانوں اور اعلیٰ درجے کے حیوانات کی امتیازی خصوصیت ہے۔ اگرچہ جنسی تولید میں بھی جینیاتی تغیرات ہوتے ہیں لیکن یہ فطری طور پر ہوتے ہیں، اور اس میں انسان کی اپنی مرضی بہت محدود حد تک ہوتی ہے، صرف اتنی کہ وہ اپنے جیون ساتھی کا

---

[60] sickle cell anemia ایک جینیاتی مرض ہے، جس میں خون میں موجود ہیموگلوبن کو لے جانے کی صلاحیت میں کمی ہو جاتی ہے کیونکہ سیلز کی ساخت تبدیل ہو جاتی ہے۔

[61] O. Oniyangi and A. a. A. Omari, "Malaria Chemoprophylaxis in Sickle Cell Disease," *The Cochrane Database of Systematic Reviews* 2006, no. 4 (2006): CD003489, https://doi.org/10.1002/14651858.CD003489.pub2.

[62] autoimmune diseases بیماریوں کی وہ قسم ہے جس میں جاندار کا مدافعتی نظام غیر ہموار اور خلافِ معمول ردِّ عمل ظاہر کر کے بیماری کا موجب بنتا ہے۔

[63] النساء: ۱

انتخاب کر سکتا ہے، جبکہ مروّجہ جینیاتی تغیرات لیبارٹری میں کیے جاتے ہیں اور ان کو اپنی مرضی کے مطابق کیا جاتا ہے۔
چونکہ نسب انسانی کا تحفظ بنیادی مقاصد شریعت میں شامل ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نسب کی حفاظت کے لیے زنا کو حرام قرار دیا،[64] جینیاتی تنوع سے نسل انسانی کے تحفظ کے لیے محارم سے نکاح کو حرام کیا[65] اور لے پالک کو اس کے اصل والدین کی طرف منسوب کرنے کا حکم دیا ہے[66]۔ اسی طرح اس موضوع پر بکثرت احادیث بھی موجود ہیں۔
خاندان اسلام کے سماجی نظام میں ایک اہم ادارہ ہے جو انسان کے تحفظ کے بنیادی مقصد کو سرانجام دیتا ہے، یہ عمل کئی صورتوں میں ہوتا ہے

1. نسل انسانی کا تحفظ بذریعہ ولادتِ اولاد۔ اس طرح نسل انسانی کا تسلسل یقینی بنایا جاتا ہے۔
2. بچوں کی اخلاقی اور دینی تربیت سے تاکہ وہ معاشرے کے لیے ایک مفید شہری بن سکے۔
3. نسب کا تحفظ تاکہ وہ اپنی اصل سے وابستہ رہے۔
4. نسل در نسل وسائل انسانی کا انتقال بذریعہ انتقالِ وراثت۔

جب تک نسل کا تحفظ یقینی نہ ہو گا اس وقت تک وراثت کے تحفظ کو یقینی بنایا جانا ممکن نہیں ہے، اس لیے شریعت حفظ نسب کو بھی بہت اہمیت دیتی ہے اور اس امر کو یقینی بنانا چاہتی ہے کہ ہر ممکن طریقہ اختیار کیا جائے جو نسب کے تحفظ کے لیے ضروری ہے۔ اس کے لیے نکاح کا ادارہ تشکیل دیا، زنا کو حرام قرار دیا اور حفظ نسب میں حائل شکوک و شبہات کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اسی لیے قذف، زنا جیسے جرائم کی حد مقرر کی اور بچے کی نسبت صاحب فراش[67] سے جوڑی اور اس میں خواہ مخواہ شکوک کے شکار ہو کر یقین کے منافی اقدامات سے گریز کرنے کا حکم جاری کیا۔ اگر شک

---

[64] الاسراء:۳۲

[65] النساء:۲۲-۲۳

[66] الاحزاب:۵

[67] کنایۃً کسی عورت کا شوہر، اُم ولد یا لونڈی کا آقا جسے اس سے ہم بستری کا حق حاصل ہو اور سب سے قوی فراش بیوی کا ہے جس سے پیدا ہونے والے بچے کے نسب کا انکار لعان کے سوا نہیں کیا جا سکتا، اس سے کمزور اُم الولد کا ہے بغیر دعویٰ کے نسب ثابت ہوتا ہے لیکن اس سے صرف انکار سے بری ہو سکتا ہے، ضعیف فراش لونڈی کا ہے، جس سے نسب سوائے دعویٰ کے ثابت نہیں ہوتا۔ (ملخصًا کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، محمد تھانوی، ج2، ص1266)

یقین کی طرف چلا جائے تو بذریعہ لعان فریقین میں تفریق کو بھی یقینی بنایا ہے۔ یہاں مجملہ اور مقاصد کے یہ بھی اہم مقصد ہے کہ نکاح اور نسب جیسے معاشرتی احکام کو شکوک وشبہات سے پاک ہونا چاہیے اور وراثت کو حتی الامکان شرعی اصولوں کے مطابق اس کے حقیقی وارث کی طرف پہنچایا جائے اور اس میں خواہ مخواہ کے شبہات میں ملوث نہ ہوا جائے۔ ان مقاصدِ شرعیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بغیر مزید تفصیل کے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ نسل انسانی میں ایسا کوئی تغیر جو اس کی جینیاتی شناخت کو مشکوک کردے قطعاً قابلِ قبول نہیں ہے۔

اس لیے کسی بھی بیماری کے تحفظ کے لیے جینیاتی مسائل کو حل کرنا تاکہ نسل انسانی کا تحفظ یقینی ہو مقاصد شریعہ کے خلاف نہیں ہے لیکن اس میں نسل کو مشکوک بنانے اور والدین کے علاوہ کسی تیسرے فرد کے جینز کی شمولیت، وہ بھی جرم لائن سیلز میں، کیا اس کی گنجائش ہے؟ مجامع فقہیہ نے جینیاتی امراض کا علاج کرانے کی اجازت دی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جرم لائن سیلز میں والدین کے علاوہ کسی تیسرے فرد کی آمیزش نہ ہو[68]۔ یہاں تحسینِ نسل کے نام پر کیسے جینیاتی تغیر جائز ہو گا؟ اور بین النوعی جینیاتی انتقال تو بدرجہ اولیٰ ممنوع ہو جائے گا۔

چنانچہ امام ابن عاشور لکھتے ہیں، ' میرے نزدیک اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ نسب کی حفاظت، جو نسل کی اپنی اصل سے سچی نسبت پر مبنی ہے، ایک فطری جبلت ہے جو نسل کو اپنے اصل سے نیکی کرنے اور اصل کو اپنی نسل پر رحمت و شفقت پر مجبور کرتی ہے۔ یہ ایک فطری جبلت ہے، کوئی وہمی چیز نہیں ہے۔ شریعت کا نسب کی حفاظت اور اس کی تصدیق کرنے اور اس سے شک دور کرنے کا اہتمام ایک عظیم نفسیاتی معنیٰ رکھتا ہے، جو الٰہی تخلیق کے اسرار میں سے ہے، اس کے علاوہ ظاہر میں اس کا خاندانی نظام کو قائم کرنے اور ان وجوہات کو دور کرنے سے بھی تعلق ہے جو نفوس میں جبلتاً موجود دھوکہ دہی سے پیدا ہونے والی تنازعات اور اصل کے اس نسل سے نسبت میں شک پیدا ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔[69]

---

[68] قرار بشأن الوراثة والهندسة الوراثية والجينوم البشري (المجين)، " مجمع الفقه الإسلامي الدولي، accessed April 11, 2020. http://www.iifaaifi.org/2416.html.

[69] ابن عاشور، مقاصد الشريعة الإسلامية. ٣: ٤٣٧

عصری سماجی و سائنسی علوم میں جب انسانی فطرت کی بات کی جاتی ہے تو یہ ایک مبہم اور مشکوک اصطلاح تصور کی جاتی ہے کہ اس کی باضابطہ تعریف متفق علیہ نہیں ہے۔ ہر فرد اپنے انداز میں اس کی تشریح و توضیح کرتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی مختلف موضوعات پر تحقیق کرتے ہوئے اس کے مفہوم میں فرق آتا ہے، مثلاً جب علم الکلام کی ابحاث آتی ہیں تو فطرۃ اللہ کو دینِ اسلام قرار دیا جاتا ہے، لیکن جب ماحولیاتی یا حیاتیاتی ابحاث آتی ہیں تو فطرت کا مفہوم دینِ اسلام لینا اتنا آسان نہیں ہے۔ اس اعتبار سے فطرت کا صحیح مفہوم سمجھنا از حد ضروری ہے کیونکہ بنیادی تعریف میں خامی سے انسانوں کو بھی جدید ٹیکنالوجی سے شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔

فطرت کی بحث میں ارسطو کے تصورِ Telos[70] کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ارسطو کے نزدیک ہر مخلوق اور ہر شے کے اندر ایک داخلی غایت (intrinsic purpose) پنہاں ہوتی ہے، یعنی وہ انتہائی کمال جس کی طرف وہ شے فطری طور پر مائل ہے۔ یہی Telos ہے کسی وجود کی تکمیل کی وہ حالت جو اس کی فطرت کے عین مطابق ہو[71]۔ یہاں انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ قرآن نے اسے کہیں احسن اعمال قرار دیا[72] تو کہیں عبادتِ الٰہی[73] قرار دیا ہے۔

اللہ عزوجل نے قرآن میں فطرت اللہ کا ذکر کیا کہ جس پر انسانوں کو تخلیق کیا گیا ہے اور اللہ کی اس تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِي فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ ٱللَّهِ[74]

اسی آیت کی شرح میں صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ پھر اسی حدیث میں ایک تمثیل بھی ہے کہ ایک جانور صحیح سالم بچہ جنتا ہے تو کیا تم اس کا کوئی عضو پیدائشی طور پر کٹا ہوا دیکھتے ہو؟[75]

---

[70] "Telos: Examples and Definition," Philosophy Terms, accessed March 30, 2020, https://philosophyterms.com/telos/.

[71] Enrico Berti, *Aristotle's Concept of Nature: Traditional Interpretation and Results of Recent Studies* (The Pontifical Academy of Sciences; Evolving Concepts of Nature, n.d.).

[72] الملک:۲

[73] الذاریات:۵۶۔۵۷

[74] الروم:۳۰

اگرچہ اس آیت میں مفسرین کی اکثریت کے نزدیک دین حنیف اور دینِ قیم کو ہی فطرت اللہ قرار دیا گیا ہے، اور انسانوں کے لیے اس کی اتباع واطاعت کو فطرت کے قریب ہونے کا معیار قرار دیا ہے۔ اس فطرت الٰہی کو ہی خلق اللہ قرار دیتے ہوئے اس میں تبدیلی کے امکان کو مسترد کر دیا۔ لیکن یہ لا تبدیل لخلق للہ کا یہ مطلب نہیں کہ فطرتِ انسانی میں تبدیلی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اس عمل سے باز رہنا چاہیے، اس طرح یہ اَمر ہے جو بطریق انشاءِ طلبی وارد ہوا ہے۔

عبد اللہ بن بیہ کے بقول 'بنیادی اور عام چیزیں جسے اسلام نے بہت وسعت دی ہے وہ فطرت اور انسانی کمال و جمال اور تکریم ہے۔، ان بنیادی چیزوں سے نئے پیش آنے والے مسائل کا اجمالی اور تفصیلی دلائل سے حل نکالا جانا ممکن ہے۔"[76]

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ ٱلْأَنْعَٰمِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ ٱلشَّيْطَٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ ٱللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا[77]

"میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا، میں ضرور انہیں جھوٹی امیدیں دلاؤں گا، میں انہیں مشورہ دوں گا، پس وہ کاٹیں گے حیوانات کے کانوں کو اور میں ان کو مشورہ دوں گا، پس وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو تبدیل کریں گے، اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا، یقیناوہ بڑے واضح نقصان میں پڑ گیا۔"

---

[75] أبو عبدالله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، *الجامع المسند الصحيح المختصر /صحيح البخاري*، طبع الاولٰى محمد زهير بن ناصر الناصر (دار طوق النجاة،١٤٢٢)،٢: ١٠٠، رقم الحديث:١٣٨٥

[76] معتز الخطيب، "من المقاربة الفقهية إلى المقاربة الأخلاقية: الاجتهاد المعاصر والجينوم نموذجًا، " *Journal of Islamic Ethics*3. nos. 1–2(2019): 90–127.

[77] النساء:١١٩

شیطان کی طرف سے معبودانِ باطلہ کی خوشنودی کے لیے جانوروں کے اعضاء کاٹنا صرف ظاہری تغیر ہے جبکہ جینیاتی تغیرات اس سے کہیں بڑے تغیرات ہیں جو خلقت میں حقیقی تغیر پیدا کرتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنا شیطانی حکم قرار دیا گیا ہے، اور اس کی بات کو ماننا ایک واضح خسارے کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ Human Genome Project کے سربراہ، فرانسس سیلرز کالنز نے، جو خود جینیاتی تحقیقات میں ایک بڑا نام ہیں، اپنی کتاب The Language of God میں جینیاتی کوڈنگ کو احکاماتِ الٰہیہ قرار دیا ہے جو جانداروں میں تمام امور سر انجام دینے کا موجب ہیں [78]۔ یقیناً احکام الٰہیہ کی حقیقی نوعیت کو جاننا انسان کے لیے اتنا آسان نہیں ہے کہ خدا کے رازوں سے مکمل پردہ اٹھا سکے لیکن اگر Collins کی اس رائے کو مدنظر رکھا جائے تو انسان کو ان الٰہی احکام میں مداخلت سے باز رہنا چاہیے۔ یہاں ان تغیرات سے حاصل ہونے والے منافع حقیقی منافع کی بجائے شیطانی اوہام ہیں جو لوگوں کے لیے ان کی خواہشاتِ نفسانی کو مزیّن کرکے دکھاتا ہے ان خواہشات کی پیروی مآل کار خرابی کا موجب ہو گی۔

نیز یہ کہ انسان کی تخلیق جس اسلوب پر اللہ تعالیٰ نے کی ہے اس میں ہر فرد اپنی شکل، جسمانی خصوصیات اور ذہنی خصوصیات کے اعتبار سے بالکل منفرد ہے، یہ خلقی تنوع بھی انسانی فطرت کا لازمہ ہے۔ اگر جینیاتی تغیرات کا اختیار سائنسدانوں کو دے دیا گیا تو خطرہ ہے کہ یہ تنوع کہیں یکسانیت کی طرف نہ لے جائے جس سے بہت سے معاشرتی مسائل ہی پیدا نہیں ہوں گے بلکہ اس کے ساتھ نسلِ انسانی کی ترقی ثانوی مرحلے میں رک جائے گی۔ پہلے مرحلے میں تو بہتری محسوس ہو گی، لیکن اس یکساں Genome کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ مزید تنوع محدود ہو گا اور یکسانیت ختم ہوتی چلی جائے گی، human Genetic pool یا تو سکڑنا شروع ہو جائے گا، یا پھر اس میں حیوانات سے حاصل شدہ جینز کے داخلے سے اس میں غیر معمولی وسعت آئے گی اور اس وسعت سے انسانوں کا حیوانات سے فرق کم ہو جائے گا اور یہ اشرف المخلوقات کی توہین کے مترادف ہو گا۔ انسانی جسم میں اگرچہ بہت سی خصوصیات حیوانات سے بھی ملتی جلتی ہیں لیکن اس کے باوجود اس کی اپنی ایک شناخت موجود ہوتی ہے جو اسے نہ صرف حیوانات سے ممتاز کرتی ہے بلکہ دوسرے انسانوں سے بھی اسے ممتاز بناتی ہے۔ اس لیے اسے تمام قسم کے انسانی تصرفات سے بچانا ضروری ہے۔ حفظ نفس میں

---

[78] Francis S. Collins, *The Language of God: A Scientist Presents Evidence for Belief*, edt.1, vol. 9 (Free Press New York London Toronto Sydney, 2006), https://doi.org/10.5840/pc20079116.

اس فطرت کا تحفظ بھی شامل ہے جس پر اللہ نے انسان کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔اسی سے انسان کی تکریم متحقق ہوتی ہے چنانچہ اللہ عزّوجلّ انسان کی عزت و تکریم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ'' [79]

"اور تحقیق ہم نے بنی آدم کو تکریم بخشی ہے۔"

اور انسان کو احسن تقویم پر پیدا فرمایا۔

''قَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ'' [80]

''ہم نے انسان کو سب سے حسین سانچے میں پیدا کیا ہے۔''

حتیٰ کہ اس کی تکریم کے لیے یہ تک قرار دیا کہ اللہ نے اپنی روح اس میں پھونک دی، اور اسے مسجودِ ملائکہ بنا دیا:

''فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ O فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ'' [81]

''پس جب میں نے اس کو برابر کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی تو وہ سب اس کے لیے سجدہ میں گر گئے، تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔''

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب اور خلیفہ قرار دیا:

''إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً'' [82]

''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔''

اسی خلافت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین آسمان پر فضیلت اور فوقیت بخشی اور بحر و بر کی حکمرانی اسے دی،

''أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً'' [83]

---

[79] الإسراء:۷۰

[80] التین:۴

[81] الحجر:۲۹۔۳۰

[82] البقرۃ:۳۰

[83] لقمان:۲۰

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسمان وزمین کو مسخر کر دیا ہے اور تمہیں ظاہری وباطنی نعمتوں سے نوازا۔

اس کے لیے انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان میں چھپے خزانے مسخر کر دیے،

"وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ" [84]

"اور تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے مسخر کر دیا ہے بے شک اس میں غور وفکر کرنے والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔"

مخلوقاتِ الٰہیہ میں انسان کا علم کے ساتھ خصوصی تعلق ہے جو اس کی تخلیق کے وقت ہی طے ہو گیا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ [85]

"اور آدم کو سارے نام سکھادیئے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور ان سے کہا اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتلاؤ۔"

اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ انسانی علم کا اصل منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جب یہ علم اور صلاحیت اللہ نے انسان میں جینیاتی کوڈ کی شکل میں رکھ دی ہے تو کیا یہ علم اب انسان کی ملکیت ہے؟ بیشتر اسلامی مفکرین اس طرف جاتے ہیں کہ انسان اس علم کا خالق تو نہیں لیکن اس کا نگہبان ضرور بنایا گیا جس کے ذمہ اس علم سے استفادہ کرنا اور نئی اشیاء کی دریافت کرنا موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو علم ودیعت کر دیا تو اس کے نتیجے میں تصرفات اب انسان کے دائرہ اختیار میں دے دیے گئے۔ خود انسان کو یہ شعور اور فہم حاصل ہونا بھی درحقیقت اللہ ہی کی رضامندی کا اظہار ہے کہ انسانیت کو اب جینیات کا علم دے دیا جائے تاکہ وہ اپنے نائب اور خلیفہ ہونے کا کھل کر اظہار کرے اور کائنات کو بہتر سے بہتر بنائے۔ اس عمل کو جلب منفعت، حصول مصالح جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی لیے علم

---

[84] الجاثیۃ:۱۳

[85] البقرۃ:۳۱

نافع کے حصول کو محمود تصور کیا گیا کیونکہ یہ انسانی تخلیق کے اس علمی مقصد کو پورا کرتا ہے جبکہ علم ضارّہ کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے تاکہ انسان اس ضررِ عظیم سے بچ سکے۔

ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں انسان کے تمام حقوق اللہ کے دیئے ہوئے ہیں اور کائنات میں انسان کے بنیادی کردار کے ساتھ ہیں، اسی لیے بحر و بر کی خرابی کا ذمہ دار بھی انسان کو ہی ٹھہرایا گیا ہے:

''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ''[86]

''کہ خشکی اور تری کا تمام تر فساد انسانوں کے ہاتھ کی کمائی ہے۔''

جب انسان پہلے سے مکرم و محترم ہے، اور پہلے سے بہترین خلقت پر پیدا کیا گیا ہے تو یہ توبذاتِ خود ایک حسین شاہکار ہے، اس قدر شاندار خصائص کا حامل ہے کہ اسے مسجودِ ملائک بنادیا۔ جب پہلے سے بہترین ہے تو پھر اس میں جینیاتی تغیرات کرکے اس میں مزید بہتری کیا لائی جاسکتی ہے؟ کہیں ایسے تو نہیں کہ وہ اپنے منصبِ خلافت سے تجاوز کرکے آیات اللہ میں تغیر کرنے کا ارتکاب کرے، فطرت اللہ میں تبدیلیاں کرتا پھرے؟ ایسے نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کیے گئے اختیارات اور علم کا سہارا لے کر اصلاح کے نام پر فتنہ انگیزی شروع کردے۔ اگر ایسا ہوا تو خشکی وتری کے فساد کا موجب بنے گا اور خود کو نقصان پہنچائے گا اور باقی مخلوق بھی اس کے شرورِ اعمال کی وجہ سے آزمائش کا شکار ہوگی۔ اس لیے حکمِ الٰہی ہے ''وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ''[87] کہ اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ ''وَمَنْ يَتَّقِ الشَّرَّ يُوقَهُ''[88] اور حدیث کہ جو شر سے ڈرتا ہے اسے بچالیا جاتا ہے۔

جب اس کی تخلیق پہلے ہی سب سے عمدہ اور احسن ہے تو اس میں تحسین کی کوشش گویا تحصیلِ حاصل ہے، یا ایک شیطانی تحریص ہے جس کا نتیجہ فطرت سے انحراف اور احسنِ تقویم سے روگردانی کرنا ہوسکتا ہے۔ پھر یہ کہ

---

[86] الروم: ۴۱

[87] البقرۃ: ۱۹۵

[88] أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني، المعجم الأوسط، الأولى (دار الحرمين القاهرة، ب ت)۔ ۳: ۱۱۸

چارلس ڈارون کی تھیوری سے متاثر ہوتے ہوئے انسان کو خلیفۃ اللہ کے درجہ سے اتار کر دیگر حیوانات کے درجہ میں لانا بھی انسان کی باقی مخلوق پر فضیلت کے منافی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے کائنات کو مسخر کر دیا ہے،[89] اور کچھ فطری امور میں تصرف کا حق اللہ تعالیٰ نے انسان کو دے دیا ہے، اب خلق اللہ میں تغیر سے منع کرنا اور تسخیر کائنات میں اپنا کردار ادا کرنا دو ایسے احکام ہیں جو بظاہر متعارض محسوس ہوتے ہیں، اس لیے ان میں حدبندی کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ جینیاتی ساخت کا فہم اور اس کو انسان کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کرنا بھی خلافت کے تقاضوں سے ہم آہنگی رکھتا ہے۔

فقہی نظائر پر غور کرنے کے نتیجے میں سب سے پہلے ذہن جس طرف منتقل ہوتا ہے جس پر جینیاتی تغیرات کو قیاس کیا جا سکتا ہے وہ انتقالِ اعضاء ہے، لیکن اس میں ظاہری جسم کی ترمیم پہلے ہوتی ہے اور اس کا باطنی فعل بعد میں ظاہر ہوتا ہے، جبکہ جینیاتی تغیرات میں ظاہری تغیر بعد میں ہوتا ہے باطنی تغیر اس سے قبل ہو چکا ہوتا ہے۔

اگر انتقالِ اعضاء کو مقیس علیہ قرار دیا جائے تو پہلی بات یہ ہے کہ انتقالِ اعضاء کی مطلق اجازت فقہاء نے نہیں دی بلکہ بہت سے شرائط سے مشروط اجازت ہے، کئی قسم کے انتقالِ اعضاء میں سے سب سے سہل الاجازۃ قسم قابلِ تجدید اعضاء (Regenerable Organs) کا انتقال ہے،، جو جسم دوبارہ بنالیتا ہے اس طرح عطیہ کنندہ اور عطیہ وصول کنندہ دونوں کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ اگر اس امر کو دیکھا جائے تو جینیاتی تغیرات میں عطیہ کنندہ کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا کیونکہ جین کسی انسان کے گرے ہوئے بال یا تھوک سے بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو جینیاتی تغیرات میں کوئی ظاہری ضرر کم از کم عطیہ کرنے کو والے کو تو لاحق نہیں ہوتا حتیٰ کہ سب سے آسانی سے حاصل کر کے آگے منتقل کیے جانے والا ٹشو خون ہے، خون حاصل کرنے سے جس قدر ضرر انسان کو لاحق ہوتا ہے اس سے کہیں کم ضرر جینز کے حاصل کرنے سے ہوتا ہے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ہر نوع کی فطرت کے اعتبار سے دو قسم کے احکام قرار دیئے ہیں ایک ظاہری خلقت جیسا کہ رنگ، شکل، مقدار، آواز وغیرہ دوسرا احکامِ باطنہ جیسا کہ ادراک، خوراک کی رہنمائی، استعداد وغیرہ۔[90]

---

[89] الحج: ۶۵، لقمان: ۲۰

[90] الشاه ولي الله الدهلوي، حجة الله البالغة، طبع الاولٰي السيد سابق (دار الجيل، ۲۰۰۵)، ۱: ۸۰

''قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى''[91]

"(موسیٰ علیہ السلام نے) کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو وہ بناوٹ عطا کی، اور پھر اس کی رہنمائی بھی فرمائی۔"

میں اسی باطنی استعداد کی طرف اشارہ ہے۔جینیاتی تغیرات ظاہری خلقت اور باطنی خلقت دونوں میں تغیر کا موجب بن جاتے ہیں اس طرح زیادہ شدید قسم کا تغیر فی خلق اللہ بن جاتا ہے۔

قیاس میں سب سے اہم اس علّت کا طے کرنا ہے جو مقیس اور مقیس علیہ میں مشترک ہو، جس کی وجہ سے انتقالِ اعضاء کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ تو یہاں علّت جس کی فطری صلاحیت کی بحالی کی کوشش محسوس ہوتی ہے کیونکہ کسی عضو کے اتلاف یا نقصان پہنچنے کی صورت میں جو کارکردگی میں فرق پیدا ہوتا ہے اس کی بحالی اصل مقصد ہے، خواہ وہ فعل جان کو خطرے میں ڈالنے والا ہو یا نہ، جیسا کہ جگر یا گردوں کی خرابی انسانی جان کے لیے زیادہ مہلک ہے، جبکہ خصیہ یا مبیضہ کی خرابی جان کے لیے عموماً مہلک نہیں ہے، اسی طرح ہاتھ پاؤں جیسے ظاہری جسمانی اعضاء کی خرابی بھی مہلک نہیں ہے۔ اس علّت کو دیکھا جائے تو علاجی جینیاتی تغیرات کا مقصد جسم کی فعلیاتی ساخت کی بحالی ہے اس کا جواز تو بن سکتا ہے لیکن تحسینِ نسل انسانی کا جواز اس سے پیدا کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس طرح تحسین کے لیے جس چیز پر قیاس کیا جانا ممکن ہے وہ تحسینِ ظاہری کے لیے کیے جانے والے تغیرات جیسا کہ حدیث میں جسم گودنے، بھنویں اکھڑوانے، دانتوں میں خلا پیدا کرنے جیسے جسمانی تغیرات کو منع کیا گیا ہے[92] تو اسے اصل بنا لیا جائے تو اس کی علت تغیر فی خلق اللہ ہو گی یا غرر ہو گا، جیسا کہ ابن رشد الجد نے علت غرر و تدلیس قرار دی ہے[93]۔ تغیر فی خلق اللہ کو اگر علت قرار دیا جائے تو جینیاتی تغیرات کو فرع بنانے کی صورت میں قیاسِ اولیٰ کی طرف معاملہ چلا جاتا ہے کہ اگر محض ظاہری تغیرات کی

---

[91] طہٰ:۵۰

[92] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة ، أبو عبد الله البخاري، صحيح البخاري،٦: ١٤٧، رقم الحديث:٤٨٨٦

[93] أبو الوليد محمد بن أحمد القرطبي إبن رشد الجد، المقدمات الممهدات، طبع الاولى محمد حجي(دار الغرب الإسلامي، ١٩٩٨)، ٣: ٤٥٩

صریح ممانعت حدیث سے مل جاتی ہے تو ایسے جینیاتی تغیرات جو انسان کی اصل حقیقت کو تبدیل کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں اس کی محض تحسین کے لیے اجازت کیسے دی جا سکتی ہے ؟

اگر دوسری علّت بنائی جائے کہ بھنویں بنانے یا دانتوں میں خلال کرنے جیسے امور میں دھوکہ کا امکان ہے تو جینیاتی تغیرات کا دھوکہ زیادہ شدید اور خفیہ ہو گا کہ بظاہر معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ کونسا شخص جینیاتی تغیرات کی وجہ سے اس قدر طویل القامت یا حسین نظر آرہا ہے۔ پھر یہ کہ ظاہری جسمانی اعضاء میں تغیر انسان کی اگلی نسلوں کو کسی طور پر بھی منتقل نہیں ہو سکتا، چونکہ نسل انسانی کی بقاء والدین سے آنے والی خصوصیات سے یقینی بنتی ہے، دانتوں میں کشادگی، بھنویں بنوانے جیسے امور کبھی بھی اس کے نسب کو متاثر نہیں کر سکتے اور یہ خصوصیات اگلے نسلوں کو منتقل نہیں ہوں گیں، جبکہ جینیاتی تغیرات اگر تو Somatic Cells جنہیں Body cells بھی کہا جاتا ہے میں ہوں تو نسب کو متاثر نہیں کریں گے لیکن اگر یہ تغیرات Germline Cells میں کر دیئے جائیں تو یہ نئی خصوصیات اگلی نسلوں میں بھی منتقل ہونا شروع ہو جائیں گیں اس طرح اختلاط النسب کا مسئلہ بن جائے گا جو شریعت کے بنیادی اصولوں کے منافی ہو جائے گا۔

اسی طرح خصیتین اور مبیضہ کی پیوند کاری پر بھی قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس سے بھی یہ فرق میں ہے، خصیتین اور مبیضہ کی پیوند کاری سے ایک اعتبار سے Germline cells میں جینیاتی تغیرات سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے کہ دونوں میں تغیر اگلی نسلوں تک منتقل ہوتا ہے لیکن بڑا فرق یہ ہے کہ خصیتین اور مبیضہ کی پیوند کاری سے عطیہ کنندہ کی جینیاتی ساخت ہی جنسی سیلز کی صورت میں خارج ہوتی ہے جو اگلی نسل کو منتقل ہوتی ہے۔ اس طرح جس میں پیوند کیے گئے ہیں اس کی اپنی شناخت بالکل منتقل نہیں ہوتی اس طرح پیدا ہونے والے بچے کا Genetic Makeup ظاہری والدہ یا والد سے بالکل مختلف ہو جاتا ہے اور عطیہ کنندہ سے بالکل مشابہہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جینیاتی تغیرات میں جینیاتی تبدیلی محض چند جینز تک محدود رہتی ہے اس طرح اپنے اصل والدین سے اس کا زیادہ تر حصہ مشابہہ ہوتا ہے محض چند جینز جن میں تغیر کیا گیا ہوتا ہے اس میں فرق آتا ہے اور یہ فرق اگلی نسلوں میں چلتا ہے۔ یہاں اگر علت وراثتی خصوصیات کے اگلی نسل میں انتقال کو بنایا جائے تو جرم لائن سیلز میں جینیاتی تغیر درست نہیں رہے گا کیونکہ کچھ خصوصیات اس شخص کی جس سے جینز کا حصول کیا گیا ہو گا کی اگلی نسل میں بہر حال منتقل ہوں گیں۔ البتہ سومیٹک سیلز کی جینیاتی ساخت میں تبدیلی بغرضِ علاج و تحسین اگلی نسل میں منتقل نہیں ہوتی۔ اس لیے اسے خصیہ اور

مبیضہ کی پیوند کاری پر تو قیاس نہیں کیا جائے گا البتہ انتقالِ اعضاء پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ انتقالِ اعضاء پر قیاس کرتے ہوئے بھی جینیاتی تغیرات کا جواز نکالنا مشکل ہے، اور خصیہ یا مبیضہ کی پیوند کاری پر قیاس کرتے ہوئے بھی اس کا جواز تلاش کرنا مشکل امر ہے۔

ہر وہ مصلحت جو نہ تو شارع کی نص سے معتبر ہو نہ ہی لغو قرار دی گئی ہو، مصالح مرسلۃ کہلاتی ہیں۔ یہ ضروریات میں مقصود شرعی کی حفاظت کے لیے ہوتی ہیں کہ جب مجتہد یہ دیکھتا ہے کہ اس فعل میں مصلحت راجح ہے اور شریعت میں اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے[94]۔ شیخ عبد الستار ابو غدہ نے یہاں مصالح مرسلہ کو استعمال کرنے کی بات کی ہے، کہ اس کی تحریم یا حلت پر چونکہ کوئی خاص نص موجود نہیں ہے اس لیے ہم مصالح کو دیکھتے ہوئے اس کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ کریں گے اور جو نہی مصلحت مضرت کی طرف تبدیل ہو گی تو ہم حکم بھی تبدیل کر دیں گے[95]۔ مصالح مرسلہ میں سے حفاظتِ نسل کا اہم مقصدِ شرعی اس سے منسلک ہو جاتا ہے۔ مصالح مرسلہ کی بحث میں ہم بالخصوص یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے فرد، فرد کی نفسیات، معاشرہ اور نسل انسانی پر فوری اور دیرپا اثرات کیا مرتب ہوں گے؟ دوسرا یہ دیکھتے ہیں کہ جو ٹیکنالوجی اس میدان میں استعمال ہو رہی ہے وہ کس قسم کی ہے؟ کس حد تک کامیاب ہے؟ اس کے تجربات میں انسانی حرمت، انسانی حقوق، ولایت و نسب جیسے احکام کیسے ظاہر ہوتے ہیں؟ حفظ نسل اور حفظ نفس کو کس طرح اس میں یقینی بنایا جا سکتا ہے؟ یعنی نفع و ضرر کے میزان میں کونسا پلڑا جھکتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کہیں فوری اور انفرادی منافع کے لالچ میں اجتماعی طور پر نسل انسانی کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچ رہا ہے؟ کیونکہ انفرادی مصالح کو اجتماعی ضرر پر کبھی بھی ترجیح دینا درست نہیں ہے[96]۔ اسی طرح فوری نفع کے نتیجے میں طویل المدتی ضرر بھی مناسب طرزِ عمل نہیں ہے۔

---

[94] اللجنة العلماء الكويتية، الموسوعة الفقهية الكويتية، طبع الثاني (وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية،١٤٢٧)،٣: ١٠٠، ٨: ٢٥

[95] مصطفي بختياروند، ''الحكم الشرعي للعلاج بالخلايا الجذعية،'' مجلة الجامعة العراقية ٣، no. 58 (n.d.): ٢٥-٣٨

[96] الخطيب، ''من المقاربة الفقهية إلى المقاربة الأخلاقية''.

اس کے ساتھ مصالح و مفاسد کی بنیاد پر اس کی بنیاد رکھی جاتی ہے، لیکن مصالح و مفاسد کے جاننے کا سب سے بڑا ذریعہ تو وحی الٰہی ہے اس لیے اگر قرآن و سنت سے مصلحت کا علم ہو جائے تو وہ مصالح معتبرہ ہو جاتے ہیں، اگر عقل مصلحت سمجھے لیکن شارع اس مصلحت کو ردّ کر دے تو یہ لغو ہو جاتی ہے، اگر شریعت خاموش ہو مصلحت مرسل بنے گی، لیکن بنیادی مصالح کے علاوہ واضح انداز میں اس سے ہمیں بعض اوقات رہنمائی نہیں ملتی تو اس مقصد کے لیے عقل کا استعمال کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس لیے کوئی بھی ایسی مصلحت جو مصالح شرعیہ سے ٹکرائے قابلِ قبول نہیں رہتی البتہ جہاں نصوص شرعیہ خاموش ہوں وہاں مصالح مرسلہ کے نام سے فقہاء کو ایک اہم دلیل ہاتھ آ جاتی ہے۔

عز الدین بن عبد السلام نے مصالح کے حصول کے بڑے ذرائع میں تجربات، عادات، معتبر ظن کو شامل کیا ہے اس لیے کہ اللہ کا کوئی حکم خلافِ عقل نہیں ہے البتہ احکامِ تعبدی میں اس مصلحت سے بندوں کو آگاہ کرنا لازمی نہیں ہے [97]۔ لیکن عقل سے مراد ایسی عقل ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہو، وہ عقل فطرت پر قائم ہو جو فطرت انسانی اور نظامِ کائنات کے موافق ہو۔ [98]

عقل مصالح و مفاسد میں ترجیح قائم کرنے میں بھی ہماری معاونت کرتی ہے کیونکہ بعض اوقات ایک ہی چیز میں مصالح و مفاسد ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے ہیں، یہاں کسی ایک پہلو کو ترجیح دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لیے امام شاطبیؒ نے عمومی منافع و ضرر کو حقیقی کی بجائے اضافی قرار دیا ہے، اس لیے ان کے نزدیک حالت بدلنے سے یا شخصیت کے تبدیل ہونے سے یا وقت کی تبدیلی سے نفع و ضرر کے حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک ایسے عقلی مصالح کسی فوری یا دیر سے ظاہر ہونے والے نقصان کا سبب نہ بنیں۔ جس کی مثال انہوں نے کھانے سے دی ہے۔ اس لیے بعض اوقات ایک قوم کے منافع دوسری کے نقصان بن جاتے ہیں یا موجودہ وقت میں ضرر ہو سکتا ہے آئندہ وقت میں ضرر نہ رہے۔ [99]

---

[97] عز الدين، قواعد الأحكام في مصالح الأنام. ١: ١٠

[98] نور الدين بن مختار الخادمي، المناسبة الشرعية وتطبيقاتها المعاصرة، طبع الاولى (دار ابن حزم : المعهد العالمي للفكر الإسلامي،٢٠٠٦)،٢٨٨

[99] الشاطبي، الموافقات.٢: ٦٥

جب حفاظتِ نسب شریعت نے اہم مقصد قرار دیا ہے تو یہ مصلحت لغو ہو جاتی ہے۔ اگرچہ جینیاتی تغیر کی تعریف میں جنسی اعضاء کی پیوند کاری داخل نہیں ہے بلکہ یہ اعضاء کی پیوند کاری میں داخل ہے لیکن یہ طے ہے کہ اس قسم کی جراحت سے فطرتِ انسانی اور خلقتِ انسانی میں تغیر بہت کم ہوتا ہے البتہ نسل انسانی میں مداخلت ظاہر ہے جس کی وجہ سے تحفظ نسل کے مقصد شرعی کے منافی ہونے کی وجہ سے اس کو منع کیا جاتا ہے لیکن نتیجہ کے اعتبار سے تحسینِ انسانی کا عمل اگر کسی تیسرے فرد یا کسی اور جاندار سے جینز لے کر کیا جائے اور تغیر بھی جرم لائن سیلز میں ہو تو وہ باعتبار نتائج کے مبیضہ یا خصیہ کی پیوند کاری کے مشابہ ہو جاتے ہیں، لیکن اگر سومیٹک سیلز میں یہ تغیر ہو تو اس کا اثر اس کے اولاد میں ظاہر نہیں ہو گا بلکہ صرف اس فرد تک ہی محدود رہے گا۔

خلاصۂ دلائل یہ کہ جرم لائن سیلز میں تو جینیاتی تغیر کی بغرضِ علاج اور بغرضِ تحسین دونوں صورتوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اور سومیٹک سیلز میں علاجی تغیر کی اجازت کے باوجود تحسینی مقاصد کے لیے اجازت نہیں دی سکتی۔

قدیم علماء کے ہاں مصالح مرسلہ یا استصلاح کی بحث ملتی ہے لیکن مقاصد الشریعۃ کی بحث نہیں ملتی، البتہ جدید دور میں مقاصد الشریعۃ کو حل مسائل کے لیے ایک اہم ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ شیخ محمد طاہر بن عاشور کے نزدیک وہ بنیادیں اور حکمتیں جنہیں شارع تمام یا اکثر احوال تشریع میں ملحوظ رکھتا ہے مقاصد الشریعۃ کہلاتے ہیں۔ الفاسی کے نزدیک وہ غایات اور اسرار جنہیں شارع نے ہر حکم کے جاری کرنے سے قبل مدنظر رکھا ہے مقاصدِ شریعت ہیں۔ الریسونی کے نزدیک وہ غایات ہیں جنہیں شریعت نے بندوں کی مصلحت کی تحقیق کے لیے وضع کیا ہے۔[100]

حیوانات میں تغیرات پر اخلاقی اور مذہبی اعتراضات انسانوں میں جینیاتی تغیرات کے اعتراضات کے مقابلے میں کم ہیں، دوسرا وہاں ایک وسیع ڈیٹا موجود ہے اور مزید ڈیٹا سہولت سے (جلد نسل سے نسل مکمل کرنے والے جانداروں کے ذریعے) حاصل کیا جاسکتا ہے، اس کے باوجود وہاں جینیاتی تغیرات کے مقاصد کو محقق قرار نہیں دیا جا سکتا سوائے ان جانداروں کے جنہیں کسی خاص دواء یا ہارمون کی افزائش کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور انہیں ماہرینِ حیاتیات بائیو فیکٹری کا نام دیتے ہیں اور ان کی عام افزائش کی اجازت پر بھی اعتراضات موجود ہیں۔ حتیٰ کہ اس سے بھی

---

[100] نور الدين بن مختار الخادمي، علم المقاصد الشرعية، طبع الاولٰى (مكتبة العبيكان،٢٠٠١)، ١۶

کم اعتراضات کے مقام، پودوں میں جینیاتی تغیرات، کاڈیٹا موجود ہے اور کسی حد تک بڑی کمپنیوں نے اپنی سرمایہ داری کو محفوظ کرنے کے لیے اور غذائی صنعت پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے پودوں میں جینیاتی تغیرات کے مقاصد کو محقق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس کے باوجود دنیا میں بہت سے ترقی یافتہ ممالک (جن میں فرانس، جرمنی، آسٹریا، یونان، ہنگری، نیدرلینڈز، ڈنمارک، اٹلی، ترکی جیسے ترقی یافتہ ممالک شامل ہیں [101]) ایسے ہیں جن میں جینیاتی متغیر جانداروں سے تیار مصنوعات پر پابندی ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ ان کا محقق ہونا ثابت نہیں ہے اور دنیا کی ایک بڑی آبادی ان مقاصد کو غیر محقق سمجھتی ہے۔

زیرِ بحث مسئلہ کے حل کے لیے مقاصد الشریعۃ کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ مقاصد کی ترجیحات کے تعین کے لیے ان کی تحلیل اس طرح کی جاسکتی ہے۔

1. ادنیٰ مقاصد اور اعلیٰ مقاصد
2. موجودہ مقاصد اور مستقبل کے مقاصد
3. محقق و غیر محقق مقاصد
4. موجود مقاصد اور تقدیری مقاصد
5. حاجی مقاصد اور تحسینی مقاصد

اگر جینیاتی تغیرات کو دیکھا جائے تو ان تغیرات کو کسی صورت میں بھی اعلیٰ مقاصد قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ اس کے لیے خواہ کیسے ہی خوبصورت الفاظ استعمال کیے جائیں اس کے پس منظر میں فطرت پر غلبہ پانے، تسلط اور استحصال کے فلسفے پوشیدہ ہیں جو من حیث المجموع نسل انسانی کو خراب کریں گے۔

[101] "Countries That Ban GMOs 2024," accessed June 7, 2024, https://worldpopulationreview.com/country-rankings/countries-that-ban-gmos.

جینیاتی تغیرات کی وجہ سے فطری صلاحیتوں میں تبدیلی جس کے نتیجے میں [102] Transhumanism کا تصور پیدا ہوا ہے اس کو بہت سے سائنسی نمائندے جائز سمجھتے ہیں جبکہ بہت سے سائنسدان اس کو درست نہیں سمجھتے اور اس معاملے میں تحفظات رکھتے ہیں، اس وجہ سے ابھی یہ نزاع کا شکار ہے۔ سائنسدانوں میں روایت پسند اور مذہبی سوچ رکھنے والے شدت سے اس کے مخالف ہیں [103] کہ یہ نہ صرف فطرت میں مداخلت ہے بلکہ خدا کی حدود میں مداخلت بھی ہے۔ اس حوالے سے عیسائی مذہبی رہنماؤں نے کچھ معیارات مقرر کرنے کی کوشش کی ہے [104]۔ لیکن سائنسدانوں کے ہاں فطرت پر غلبہ پانے کی کوششیں کسی نہ کسی طور پر جاری ہیں۔

سفید فام اقوام کی خود کو برتر سمجھتے ہوئے مغلوب اقوام پر تسلط کی کوششیں ہوں، یا نازی جرمن Eugenics کی مہم ہو یا حال ہی میں بیجوں اور غذائی اجناس میں جینیاتی تغیرات کے نتیجے میں دنیا بھر کی غذائی اجناس پر قابو پانے کی کوشش ہو یہ سب نفسیاتی طور پر تسلط کی کوششیں ہی ہیں۔ یہ بذاتِ خود مقاصدِ شریعت کے منافی ہے کہ انسانی حریت اور آزادی اور اس کی فطری صلاحیتوں میں کسی قسم کی مداخلت کی جائے، اس کے نتیجے میں ایک جنیاتی غلامی کا دور شروع ہو جائے گا جو ماضی کی غلامی کے ادوار سے کہیں زیادہ بھیانک ہو سکتا ہے۔ [105]

پھر یہ غلبہ اور تسلط مغلوب اقوام اور افراد کے استحصال کا سبب بنے گا، انہیں اپنے من پسند احکام کی اتباع پر مجبور کیا جائے گا، جیسا کہ پودوں میں بیج فراہم کرنے والی کمپنیوں نے ایسے قوانین متعارف کرائے ہیں کہ جن کی وجہ

---

[102] ٹرانس ہومنزم ایک تحریک ہے جو سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے انسانوں کی صلاحیتوں میں اضافے کی کوشش کو درست سمجھتی ہے اور اس بہتری میں بالخصوص اس کی زندگی، ذہانت، احساسات، آموزش، بیماریوں سے تحفظ، اس کی صحت بالخصوص اسے لافانی بنانے کی کوششیں شامل ہیں۔

[103] Jan-Christoph Heilinger et al., "Changing Human Nature. The Ethical Challenge of Biotechnological Interventions on Humans, " in *Handbook of the Philosophy of Medicine*, edt: Thomas Schramme and Steven Edwards (Springer Netherlands, 2015), https://doi.org/10.1007/978-94-017-8706-2_52-1.

[104] Gerald McKenny, *Biotechnology, Human Nature, and Christian Ethics*, edt.1, (Cambridge University Press, 2018), https://doi.org/10.1017/9781108385916.

[105] Muhammad Muslim and Altaf Hussain Langrial, "Copyright Laws Regarding Genetically Modified Organisms (GMOs) from Islamic Perspective," *Research Journal of Islamic Studies* 4, no. 2 (2020): 63–83.

سے کسان کو بیج کو محفوظ رکھنے، اسے بیچنے اور کسی کو تحفہ دینے کے حق سے محروم کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں[106]۔ جب انسانوں میں یہ جینیاتی تغیرات ہوں گے تو ان میں بھی رفتہ رفتہ کنٹرول کی ضرورت محسوس ہو گی، جیسے کہ اس چیز کے بارے میں شبہات کا اظہار کیا جارہا ہے کہ انسانوں میں زندگی کو ختم کرنے والا سوئچ حیاتیاتی طور پر لگادیا جائے جس سے اس کے غیر مطلوب افعال کی صورت میں اس کے خلاف مہم جوئی کے بغیر صرف اس حیاتیاتی سوئچ کو آف کرادیا جائے تو اس کی زندگی ختم ہو جائے، اگرچہ اس وقت کو غیر قانونی اور غیر اخلاقی قرار دیا جارہا ہے، اور اسے محض فکشن بتایا جاتا ہے، لیکن کسی بھی حکومت کی طرف سے ناپسندیدہ افراد کے خلاف اس ٹیکنالوجی کا استعمال کیے جانے کا خدشہ موجود رہے گا۔ طب میں مائیکروروبوٹس (Microrobots) کے استعمال کے نتیجے میں بروقت بیماری کی تشخیص، دوائی کی صحیح مقدار میں فراہمی، ڈاکٹر کو بروقت اطلاع جیسے مقاصد حاصل کیے جانے کی طرف تیزی سے پیشرفت ہو رہی ہے[107]۔ یہی مائیکروروبوٹس مستقبل میں منفی مقاصد کے لیے بھی استعمال ہوسکتے ہیں، اور جینیاتی تغیرات کے نتیجے میں ایسے Life Terminating genes کسی بھی جاندار میں لگائے جاسکتے ہیں جو مائیکروروبوٹس کے مقابلے میں زیادہ بہتر طریقے سے کام کرسکتے ہیں۔ پودوں میں ایسے جینز کا تجربہ ہو چکا ہے جس کے تحت مخصوص حالات میں پودے خود کشی کرلیں گے[108]۔ اسی طرح ادنیٰ درجہ کے جانداروں جیسے بیکٹیریا وغیرہ میں بھی یہ تجربات کامیاب ہو چکے ہیں کہ بیکٹیریا اپنے مفوضہ کام سرانجام دینے کے بعد خود بخود ہی ختم ہو جائیں۔ ایسے تجربات رفتہ رفتہ انسانوں تک بھی پہنچ جائیں گے اور خدشہ ہے کہ مخصوص مقاصد کے تحت جینیاتی تغیرات سے افراد پیدا کیے جائیں اور ان کو مخصوص کام سرانجام دینے کے لیے رکھا جائے اور جب وہ کام ختم ہو جائے تو Life terminating gene انہیں خود ہی ختم کر دے، یہاں انسانی جان کی حرمت پامال ہونا شروع ہو جائے گی۔

[106] La Via Campesina and GRAIN, "Seed Laws That Criminalise Farmers - Resistance and Fightback," in *Nyeleni Newsletter*, no. March, 2015, https://www.grain.org/article/entries/5142-seed-laws-that-criminalise-farmers-resistance-and-fightback.

[107] Richard Nauber et al., "Medical Microrobots in Reproductive Medicine from the Bench to the Clinic," *Nature Communications* 14, no. 1 (2023): 728, https://doi.org/10.1038/s41467-023-36215-7.

[108] Matin Miryeganeh, "Senescence: The Compromised Time of Death That Plants May Call on Themselves," *Genes* 12, no. 2 (2021): 143, https://doi.org/10.3390/genes12020143.

مقاصد شریعت کو مد نظر رکھیں تو انسان کی آزادی و حریت، اس کی فطری صلاحیتوں کا تحفظ، اس کی نسل کا تحفظ، اس کی زندگی کا تحفظ یہ سب اعلیٰ درجہ کے مقاصد ہیں۔ اس لیے اس کی شخصیت اور شرعی حقوق کو کسی فرد، ادارہ یا ملک کی خواہشات پر قربان نہیں کیا جا سکتا۔

موجودہ مقاصد اور مستقبل کے مقاصد میں ہمارے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم مستقبل کے مقاصد پر نظر رکھیں، وقتی اور عارضی مفادات کے پیچھے اگر مستقبل کی کوئی خرابی پوشیدہ ہو تو جینیاتی تغیرات سے تحسینِ نسل کی کوششوں سے احتراز ہی لازم ہے۔ منتخب خصوصیات کے حامل افراد کو پیدا کرنے کے لیے جینیاتی تغیرات سے وہ ضروریات وقتی طور پر تو پوری ہو جائیں گی لیکن مستقل ایسے جینیاتی متغیر انسان جو عام انسانوں جیسا اندازِ فکر یا طرزِ عمل نہ رکھتے ہوں سماجی تانے بانے کو توڑنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر سماجی سروے یہ بتائے کہ مستقبل میں ایک ہزار افراد ایسے چاہئیں جو بندر کی طرح کھمبوں پر چڑھ کر بجلی کی تاریں درست کر سکیں، ان میں عقل انسانوں کی مانند ہو لیکن کھمبے پر چڑھنے کی صلاحیت بندروں کی طرح ہو تو وقتی ضرورت تو ہو سکتا ہے ان جینیاتی تغیرات سے پوری کر لی جائے لیکن مستقل ایسے افراد کی موجودگی، ان کی وجہ سے بندروں والی بیماریوں کے انسانوں میں پھیلنے کے امکانات، ان کی عادات واطوار میں خرابی، ان پر عائد طعن (Stigma)، ان کی نسل میں بے تحاشا اضافہ جیسے بہت سے خطرات باقی انسانوں کے لیے مسائل کا موجب ہو سکتے ہیں۔ یہ کہ ہم ایسے جینیاتی متغیر انسانوں کو اپنی معاشرتی ضرورت پوری ہونے کے بعد مزید نسل کشی سے روکنے کا کس حیثیت سے اختیار رکھتے ہیں؟ جبکہ اپنی نسل میں اضافہ کرنے کا حق مقاصد شرعیہ کے مطابق ہر انسان بلکہ ہر جاندار کو حاصل ہے۔ پھر یہ کہ انسانوں نے اس پر عائد ذمہ داریوں کو ازل سے بھرپور طریقے سے پورا کیا ہے اور اپنی کمزوریوں کے باوجود دنیا میں ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے، کیا فطری خصوصیات میں تغیر انسانوں کی اس ترقی کو جاری رکھنے کا سبب بنے گا یا کہیں خود نسل انسانی تو کسی ناگہانی خطرہ سے دوچار نہیں ہو جائے گی؟ یہ سوال ماضی کے مقاصد کے حصول میں کامیابیوں کے مقابلے میں مستقبل کے موہوم مقاصد کی کامیابیوں کے حصول کو مشکوک قرار دیتی ہیں۔

اسی طرح پودوں اور جانوروں میں کچھ مقاصد کو حاصل کرنے کی کامیاب کوششیں موجود ہیں، اگرچہ ان پر اعتراضات اور مخالف مطالعہ جات بھی موجود ہیں، لیکن اس میدان میں بہت سے بڑے مقاصد کے حصول کا دعویٰ ابھی بہت قبل از وقت ہے اور فطرت میں تغیر کی وجہ سے متنازعہ بھی ہے۔ انسان کی احسن تقویم ہونے کا تقاضا ہے کہ اس کی موجودہ ساخت اگر امراض سے پاک ہو تو وہی معیاری ہے، اس سے وہ اپنے فرائض بھرپور طریقے سے پورے کرنے کے قابل ہے، لیکن مسئلہ وہاں آتا ہے جہاں کسی جینیٹک میوٹیشن (Genetic Mutation) یا کسی خرابی کی وجہ سے کوئی مرض پیدا ہو تو علاج ایک حاجت بن جاتا ہے اس لیے بہت سے مسلمان فقہاء و مجامع فقہیہ نے علاجی مقاصد کے لیے جینیاتی تغیرات کی اجازت دی ہے۔[109] لیکن تحسینی مقاصد کے حصول کی آڑ میں خود فطرت انسانی کو داؤ پر لگانا قرینِ مصلحت نہیں محسوس ہوتا۔

ہر جاندار مخصوص تعداد میں کروموسومز رکھتا ہے جن پر مخصوص انداز میں جینز موجود ہوتے ہیں۔ کروموسومز کی تعداد ایک نوع میں یکساں ہوتی ہے لیکن جینز میں تغیرات ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایک ہی نوع کے مختلف افراد میں خصائص کا اختلاف ہوتا ہے۔ مختلف انواع میں ایک بڑی تعداد جینز کی مشترک بھی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ہر نوع کے جینز کا ایک مخصوص سیٹ ہوتا ہے جو اس نوع کی شناخت کو یقینی بناتا ہے، اسے حیاتیاتی زبان میں Gene Pool کہا جاتا ہے، انسانوں کے جین پول میں کچھ ایسے امتیازی جینز ہوتے ہیں جو کسی دوسری نوع میں نہیں ہو سکتے۔ جب جینیاتی تغیرات کے نام پر دیگر حیوانات یا پودوں سے جینز کو حاصل کر کے انسانوں میں نصب کیا جائے تو اس سے اس کا جینیٹک پول وسیع تو ہو گا لیکن جس جاندار سے نیا جین لیا گیا ہے اس سے نوعی امتیاز میں کمی بھی آ جائے گی۔ مثلاً جگنو میں چمکنے کی صفت دو مخصوص جینز Alabd-B اور AlUnc-4 کی بنیاد پر ہوتی ہے[110]، جو انسان میں نہیں ہوتے اگر تحسین کے نام پر وہ جینز انسان میں نصب کر دیئے جائیں تاکہ رات کے وقت یہ روشنی کے معاملے میں خود کفیل ہو جائے تو ہو سکتا ہے یہ مقصد تو حاصل ہو جائے لیکن نوعی تفریق جو جگنو اور انسان میں فرق کا موجب بنتی ہے اس

---

[109] رابطہ عالم اسلامی اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ، اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے، طبع الاولیٰ فہیم ندوی (جامعہ نگر، ایفا پبلیکیشنز، ۲۰۰۶)، ۳۸۰۔

[110] "How Do Fireflies Get Their Glow? We Finally Have Some Answers.," Animals, April 29, 2024, https://www.nationalgeographic.com/animals/article/fireflies-bioluminescence-glowing-genes-discovery.

میں کمی آجائے گی جو انواع کی شناخت کو دھندلانے کا سبب بن سکتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تکریمِ انسانیت کی بنیاد پر اسے حیوانات پر فوقیت دی ہے تو اس طرح کی حرکتوں سے نوعی تقارب کی مصنوعی کوششوں کو کیسے درست قرار دیا جا سکتا ہے؟ دوسرا یہ کہ Genetic Pool میں اضافہ مقصودِ شریعت نہیں ہے، مقصودِ شریعت نسل انسانی کی بقا، اس کی فطرت کا تحفظ اور اس کے نسب کا تحفظ ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی ماخذ ایسی رہنمائی فراہم کرتے ہیں جن کے اطلاق سے جدید فقہی مسائل حل کیے جاسکتے ہیں لیکن شریعت انسانی حقوق کے تحفظ، فطرت کے تحفظ اور خلق اللہ میں تغیر نہ کرنے کو بنیادی اہمیت دیتی ہے اس لیے کسی صریح دلیل کی موجودگی کے بغیر انسانوں میں جینیاتی تغیرات بطورِ تحسین کرنے کی گنجائش نہیں نکلتی۔ اس لیے بیشتر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ تغییرِ خلق کا حرام ہونا ان تبدیلیوں سے متعلق ہے جن کا مقصد محض زینت یا فطرت سے انحراف ہو، جبکہ علاج یا دفعِ ضرر کی غرض سے کی جانے والی تبدیلی جائز ہے۔

مقاصدِ شریعت بھی چونکہ شریعت کے بنیادی ماخذ سے ہی ماخوذ ہیں، اس لیے وہ بھی کسی نئی سمت میں رہنمائی کرنے کی بجائے دفع ضرر اور جلبِ منفعت جیسے اصولوں اور تحفظ و تکریمِ نسلِ انسانی کی بنیاد پر علاجی جین تھراپی کی گنجائش پیدا کر سکتے ہیں تاکہ مستقبل کی نسل بیماری کے بغیر پیدا ہو، اس میں بھی تحفظِ نسل کا اہتمام ضروری ہے، لیکن ایسے جینیاتی تغیرات جو تحسینِ انسانی کے لیے کیے جائیں ان کی گنجائش نہیں نکلتی۔ علاجی جینیاتی تغیرات کا مقصد فطرتِ انسانی کی معیاری صورت کی بحالی ہے اور تحسینی تغیرات کا مقصد فطرت انسانی کی معیاری صورت سے تجاوز ہے اور یہ تجاوز چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ معیار سے تجاوز ہے اس لیے انسانی عقل کو اس کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ انسانی عقل فوری فائدہ کو دیکھتے ہوئے اس پر عقلی دلائل قائم کر سکتی ہے لیکن ایک طویل عرصہ کے بعد اس کے ایسے مضمرات سامنے آنے کا خدشہ ہے جو خود نسلِ انسانی کے تنوع اور اس کی فطری بحالی کی خصوصیات میں حائل ہو جائیں۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مصادر و مراجع:

"Agricultural Biotechnology Glossary." Accessed December 21, 2023. https://www.usda.gov/topics/biotechnology/biotechnology-glossary.

Al-Bar, Mohammed Ali. *Contemporary Bioethics: Islamic Perspective*. With Hassan Chamsi-Pasha. Springer International Publishing AG, 2015.

Animals. "How Do Fireflies Get Their Glow? We Finally Have Some Answers." April 29, 2024. https://www.nationalgeographic.com/animals/article/fireflies-bioluminescence-glowing-genes-discovery.

Berdinesen, Hein. "On Hans Jonas' 'The Imperative of Responsibility.'" *Philosophia* 17 (2017): 16–28.

Berti, Enrico. *Aristotle's Concept of Nature: Traditional Interpretation and Results of Recent Studies*. The Pontifical Academy of Sciences. Evolving Concepts of Nature, n.d.

Black, Edwin. "The Horrifying American Roots of Nazi Eugenics." *History News Network*, 2003.

Chamsi-Pasha, Hassan, and Mohammed A. Albar. "Islamic Medical Ethics a Thousand Years Ago." *Saudi Med J* 34, no. 7 (2013): 673–75.

Collins, Francis S. *The Language of God: A Scientist Presents Evidence for Belief*. طبع الاولیٰ، Vol. 9. Free Press New York London Toronto Sydney, 2006. https://doi.org/10.5840/pc20079116.

Congregation for the doctrine of the faith. "Instruction Dignitas Personae on Certain Bioethical Questions, Congregation for the Doctrine of the Faith." Accessed March 22, 2026. https://www.vatican.va/roman_curia/congregations/cfaith/documents/rc_con_cfaith_doc_20081208_dignitas-personae_en.html.

"Countries That Ban GMOs 2024." Accessed June 7, 2024. https://worldpopulationreview.com/country-rankings/countries-that-ban-gmos.

Dorff, Elliot N. *Matters of Life and Death*. Jewish Publication Society, 1998.

"Eugenics; Its Definition, Scope and Aims 1." *Nature* 70, no. 1804 (1904): 1804. https://doi.org/10.1038/070082a0.

"Eugenics (Stanford Encyclopedia of Philosophy)." n.d. Accessed April 18, 2020. https://plato.stanford.edu/entries/eugenics/.

Ghotbi, Nader. "The Ethics of Reproductive Medicine in the Islamic Republic of Iran." *Eubios Journal of Asian and International Bioethics* 23 (2013).

Gyngell, Chris, and Thomas Douglas. "Stocking the Genetic Supermarket: Reproductive Genetic Technologies and Collective Action Problems." *Bioethics* 29, no. 4 (2015): 241–50. https://doi.org/10.1111/bioe.12098.

Habermas, Jürgen. "The Future of Human Nature." *Scandinavian Journal of Disability Research* 7, nos. 3–4 (2005).

Halperin, Mordechai. *Modern Perspectives on Medical Halacha*. 1989.

Heilinger, Jan-Christoph, Oliver Müller, and Matthew Sample. "Changing Human Nature. The Ethical Challenge of Biotechnological Interventions on Humans." In *Handbook of the Philosophy of Medicine*, edt. Thomas Schramme and Steven Edwards. Springer Netherlands, 2015. https://doi.org/10.1007/978-94-017-8706-2_52-1.

HISTORY. "Eugenics: Definition, Movement & Meaning." October 28, 2019. https://www.history.com/topics/european-history/eugenics.

"JAKIM." Accessed March 20, 2026. https://www.islam.gov.my/.

Judith, L. Fridovich-Keil, and M. Diaz Julia. "Genetically Modified Organism." Encyclopedia Britannica, November 16, 2023. https://www.britannica.com/science/genetically-modified-organism.

La Via Campesina and GRAIN. "Seed Laws That Criminalise Farmers - Resistance and Fightback." In *Nyeleni Newsletter*. no. March. 2015. https://www.grain.org/article/entries/5142-seed-laws-that-criminalise-farmers-resistance-and-fightback.

LAP, Dr (Bert) Lotz. "Genetic Modification." WUR, August 1, 2013. https://www.wur.nl/en/dossiers/file/genetic-modification-1.htm.

McKenny, Gerald. *Biotechnology, Human Nature, and Christian Ethics*. Edt.1. Cambridge University Press, 2018. https://doi.org/10.1017/9781108385916.

Miryeganeh, Matin. "Senescence: The Compromised Time of Death That Plants May Call on Themselves." *Genes* 12, no. 2 (2021): 143. https://doi.org/10.3390/genes12020143.

Muslim, Muhammad, and Altaf Hussain Langrial. "Copyright Laws Regarding Genetically Modified Organisms (GMOs) from Islamic Perspective." *Research Journal of Islamic Studies* 4, no. 2 (2020): 63–83.

Nauber, Richard, Sandhya R. Goudu, Maren Goeckenjan, Martin Bornhäuser, Carla Ribeiro, and Mariana Medina-Sánchez. "Medical Microrobots in Reproductive Medicine from the Bench to the Clinic." *Nature*

Communications 14, no. 1 (2023): 728. https://doi.org/10.1038/s41467-023-36215-7.

Oniyangi, O., and A. a. A. Omari. "Malaria Chemoprophylaxis in Sickle Cell Disease." *The Cochrane Database of Systematic Reviews* 2006, no. 4 (2006): CD003489. https://doi.org/10.1002/14651858.CD003489.pub2.

Oxford Reference. "Eugenics." https://doi.org/10.1093/oi/authority.20110803095800321.

Philosophy Terms. "Telos: Examples and Definition." Accessed March 30, 2020. https://philosophyterms.com/telos/.

published, Rachel Ross. "What Is Genetic Modification?" Livescience.Com, February 1, 2019. https://www.livescience.com/64662-genetic-modification.html.

Thesaurus, Cambridge Advanced Learner's Dictionary &. "Genetic Modification." In *Cambridge University Press*. n.d. Accessed June 4, 2018. https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/genetic-modification.

Wilson, Philip K. *"eugenics." Encyclopedia Britannica*. August 17, 2023. https://www.britannica.com/science/eugenics-genetics.

ʿAuda, Ǧāsir. *Maqasid Al-Shariah as Philosophy of Islamic Law: A Systems Approach*. Edt. Ǧāsir ʿAuda. The International Inst. of Islamic Thought, 2008.

أبو الفضل أحمد بن علي، ابن حجر العسقلاني. فتح الباري شرح صحيح البخاري. طبع الاولیٰ، محقق: محمد فؤاد عبد الباقي. دار المعرفة – بيروت، 1379.

ابن رشد الجد، أبو الوليد محمد بن أحمد القرطبي. المقدمات المُمهدات. الاولیٰ، محقق: محمد حجي. دار الغرب الإسلامي، 1998.

إمام الحرمين، عبد الملک بن عبد الله الجويني. البرهان في أصول الفقه. الأولى، محقق: صلاح بن محمد ابن عويضة. دار الكتب العلمية، 1997.

ابن باز، عبد الله. "الموقع الرسمي لسماحة الشيخ الامام ابن باز." Accessed March 16، 2026. https://binbaz.org.sa.

ابن بيّه، عبد الله. حوارات من أجل المستقبل. دار ابن حزم، 2004.

ابن عاشور، محمد الطاهر بن محمد. مقاصد الشريعة الإسلامية. طبع الاولیٰ، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، 2004.

ابن كثير، ابو الفداء إسماعيل بن عمر. تفسير القرآن العظيم. طبع الثاني، محقق: سامي بن محمد سلامة. دار طيبة للنشر والتوزيع، 1999.

ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، ابن ماجة. سنن ابن ماجه. الأولى . محقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد - محمّد كامل قره بللي - عَبد اللّطيف حرز الله. دار الرسالة العالمية، 1430.

اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ، رابطہ عالم اسلامی. اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے. طبع الاولیٰ، محقق: فہیم ندوی. ایفا پبلیکیشنز، جامعہ نگر، 2006.

اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ، رابطہ عالم اسلامی. اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے. طبع الاولیٰ، محقق: فہیم ندوی. ایفا پبلیکیشنز، جامعہ نگر، 2006.

البار، محمد علي. خلق الانسان بين الطب والقرآن. طبع الرابع، الدار السعودية للنشر والتوزيع، 1983.

البار، محمد علي، و حسان شمسي باشا. موسوعة أخلاقيات مهنة الطب. طبع الاولیٰ، كرسي محمد حسين العمودي لاخلاقيات الممارسة الطبية جامعة الملك عبد العزيز، 2012.

البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة. الجامع المسند الصحيح المختصر / صحيح البخاري. طبع الاولیٰ، محقق: محمد زهير بن ناصر الناصر. دار طوق النجاة، 1422.

البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة، أبو عبد الله البخاري. صحيح البخاري. طبع الاولیٰ، السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، 1422.

الجندي، أحمد رجائي. الوراثة والهندسة الوراثية والجينيوم البشري. طبع الاولیٰ، المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، 2000.

الخادمي، نور الدين بن مختار. المناسبة الشرعية وتطبيقاتها المعاصرة. طبع الاولیٰ، دار ابن حزم : المعهد العالمي للفكر الإسلامي، 2006.

الخادمي، نور الدين بن مختار. علم المقاصد الشرعية. طبع الاولیٰ، مكتبة العبيكان، 2001.

الخادمی، نور الدین مختار. علم مقاصد شریعت. طبع الاولیٰ، Translated by ضیاء الدین قاسمی ندوی. اسلامک فقہ اکیڈمی، 2009.

الخطيب، معتز. "من المقاربة الفقهية إلى المقاربة الأخلاقية: الاجتهاد المعاصر والجينوم نموذجا". Journal of Islamic Ethics 3، nos. 1–2 (2019): 90–127.

الدهلوي، الشاه ولي الله. حجة الله البالغة. طبع الاولیٰ، محقق: السيد سابق. دار الجيل، 2005.

الرازي، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي. مفاتيح الغيب / التفسير الكبير. طبع الثالثة، دار إحياء التراث العربي، 1420.

الريسوني، أحمد. نظرية المقاصد عند الإمام الشاطبي. طبع الثاني، الدار العالمية للكتاب الإسلامي، 1992.

الزحيلي، وهبة بن مصطفى. الفقه الإسلامي وأدلته. طبع الرابعة، دار الفكر - دمشق سورية، 1433.

الزرقا، مصطفى أحمد. المدخل الفقهي العام. طبع الثالثة، دار القلم، 2004.

الشاطبي، إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي. الموافقات. طبع الاولى، محقق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان. دار ابن عفان، 1997.

الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي. المعجم الأوسط. الأولى. دار الحرمين - القاهرة، ب۔ت

العوا، محمد سليم. في النظام السياسي للدولة الإسلامية. طبع الثاني، دار الشروق، 2006.

الغامدي، أحمد، and محمد هيثم الخياط. "التحسين الجيني بين الشريعة والطب." مجلة المجمع الفقهي الإسلامي 18 (2005): 253–89.

الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد. المستصفى. طبع الاولیٰ، محقق: محمد عبد السلام عبد الشافي. دار الكتب العلمية، 1993.

القرضاوي، محمد يوسف. الحلال والحرام في الاسلام. 13 th ed. محقق: محمد ناصر الدين الألباني. المكتب الاسلامي، 1980.

القرضاوي، يوسف. الاجتهاد في الشريعة الاسلامية مع نظرات تحليلية في الاجتهاد لمعاصر. طبع الاولیٰ، دار القلم، 1985.

الكويتية، اللجنة العلماء. الموسوعة الفقهية الكويتية. طبع الثاني، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، 1427.

انٹر نیشنل فقہ اکیڈمی جدہ. انٹر نیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے. طبع الثانی، محقق: محمد فہیم اختر ندوی. ایفا پبلیکیشنز، جامعہ نگر، 2012.

بختياروند، مصطفى. "الحكم الشرعي للعلاج بالخلايا الجذعية." مجلة الجامعة العراقية 3، no. 58 (n.d.): 25–38.

پندرھواں فقہی سیمینار، میسور. "ڈی این اے ٹسٹ اور جینیٹک سائنس سے متعلق شرعی مسائل". محقق: محمد ظفیر الدین مفتاحی، برہان الدین سنبھلی، بدل الحسن قاسمی، خالد سیف اللہ رحمانی، عتیق احمد بستوی، و عبید اللہ اسعدی. اسلامی فقہ اکیڈمی، انڈیا، 2006.

تعالى، الموقع الرسمي لفضيلة الشيخ /. محمد بن صالح بن عثيمين رحمه الله. "معاملات معاصرة - موقع الشيخ محمد بن صالح بن عثيمين رحمه الله تعالى." Accessed March 16، 2026. https://tinywebs.info/PH2kZY.

حول الوراثة والهندسة الوراثية والجينيوم البشري والعلاج الجيني، توصيات المؤتمر الحادي عشر للمنظمة الإسلامية للعلوم الطبية.

"رؤية إسلامية لبعض المشكلات الطبية المعاصرة." مجلة مجمع الفقه الإسلامي 3، no. 11 (n.d.): 533.

شفيع، مفتي محمد. جواہر الفقہ. مکتبہ دار العلوم، 2010.

عز الدين، أبو محمد عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام بن أبي القاسم. قواعد الأحكام في مصالح الأنام. طبع الثاني، محقق: طه عبد الرؤوف سعد. مكتبة الكليات الأزهرية، 1991.

لوندس، سلمى. "الجنين الإنساني في الفقه الإسلامي." رسالة دكتوراة، جامعة الزيتونة، 2011.

مجمع الفقه الإسلامي الدولي. "قرار بشأن الوراثة والهندسة الوراثية والجينوم البشري (المجين)". Accessed April 11، 2020. http://www.iifa-aifi.org/2416.html.

منظمة التعاون الاسلامي. قرارات وتوصيات مجمع الفقه الاسلامي الدولي المنبثة عن منظمة التعاون الاسلامي. طبع الخامسة، مجمع الفقه الاسلامي الدولي، 2025.

موقع دار الإفتاء المصرية. "دار الافتاء المصرية". Accessed March 20، 2026. https://www.dar-alifta.org/ar/Search/Index?searchQuery=الجيني.

ياسين، محمد نعيم. أبحاث فقهية في قضايا طبية معاصرة. طبع الاولى، دار النفائس للنشر والتوزيع، 1996.